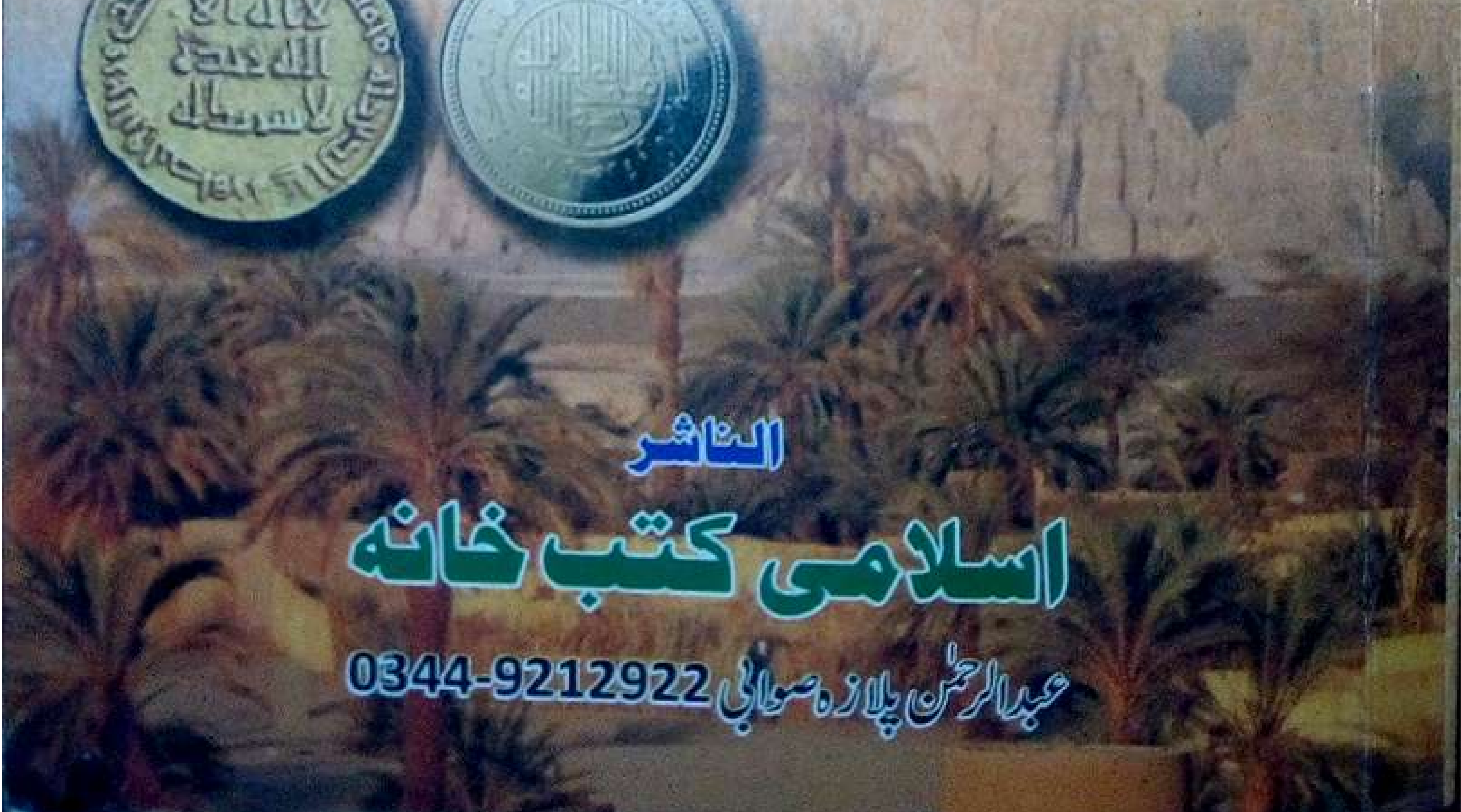


قوموں کے عروج وزوال میں

درہم ودینار کا کردار









تالیف

شیخ امداد الحق حنفی شیووی

فاضل جامعۃ العلوم الاسلامیہ [illegible] کراچی





الناشر

اسلامی کتب خانہ

عبدالرحمٰن پلازہ صوابی 0344-9212922

نام کتاب: قوموں کی عروج وزوال میں درہم ودینار کا کردار

مصنف: شیخ امداد الحق حنفی شیووی، حفظہ اللہ تعالیٰ

کمپوزنگ: عبدالواحد

ترتیب وتزئین: مفتی اکمل محمد سعید اُدینوی

طبع اول: صفر 1434ھ = جنوری 2013ء

تعداد: 1100

ناشر: دارالعلوم تعلیم القرآن یار حسین (صوابی)

نوٹ: انسانی بساط کی حد تک کوشش کی گئی ہے کہ عبارات، آیات قرآنیہ اور احادیث مبارکہ میں کسی قسم کی کوئی غلطی نہ رہے، مگر پھر بھی بتقاضائے بشریت کوئی غلطی رہ گئی ہو تو مطلع کریں۔ انشاء اللہ الرحمٰن آئندہ ایڈیشن میں آپ کے شکریے کے ساتھ اُس کی تصحیح کردی جائے گی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قَالَ اللّٰہُ تَبَارَکَ وَ تَعَالیٰ :

یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اِنَّ کَثِیْراً مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَیَاْکُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَیَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ یَکْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا یُنْفِقُوْنَهَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ. [سورۃ التوبۃ ۹:۳۴]

قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ :

فو الله لا الفقر أخشى عليكم و لكن أخشى عليكم أن تبسط عليكم الدنيا كما بسطت على من كان قبلكم فتنافسوها كما تنافسوها و تهلككم كما اهلكتهم. [صحیح بخاری حدیث: ۳۱۵۸ ترقیم فتح الباری]

انتساب

اصحاب استقامت شخصیات اوران کے مشن کے نام جنہوں نے اپنے لہو سے دین اسلام کی آبیاری کر کے اسلام کے چمن کولالہ زار کیا۔نہ بکے اور نہ جھکے اور اسلام کے علم کواونچا رکھا۔

ثابت قدم وہ رہتے تھے حق کی ہر بات پر سجدہ خدا کا کرتے تھے خنجر کی دھار پر

فأعرض عمن تولیٰ عن ذکرنا و لم یرد الا الحیوٰۃ الدنیا ذالك مبلغهم من العلم.

جس نے ہمارے قرآن سے اعراض کیا اور صرف دنیوی زندگی کے خواہاں میں ان سے پہلو یہی اختیار کریہی بس ان کے علم کا انتہاء ہے۔

سبب کچھ اور ہے تو جس کو خود سمجھتا ہے
زوال بندہ مؤمن کا بے زری سے نہیں
اگر جہاں میں مرا جوہر آشکار ہوا
قلندری سے ہوا ہے تونگری سے نہیں

ایک مدلل تاریخی دستاویز،کس نے ،کہاں ،کب ،کیوں اور کیسے دنیا پرستی سے صحیح موقف چھوڑا،اور کون استقامت کے شاہراہ پر گامزن رہے۔

تقریظ

والحدیث

شیخ القرآن مولانا محمد طیب طاہری سلمہ اللہ تعالیٰ امیر جماعت اشاعۃ التوحید والسنۃ

الحمد للہ الھادی المتین والصلوٰۃ والسلام علیٰ سید المرسلین وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین اما بعد !

ہر دور میں حق کی مقابلہ کرنے کے لئے باطل اسلحے سے لیس ہو کر میدان کارزار میں اُترتا ہے۔ باطل اپنے کیل کانٹوں کی پرورش کے لئے ہمیشہ زروزن کا سہارا لیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن وسنت کے نصوص کثیرہ میں اسی طرف اشارے ملتے ہیں۔

کون، کب اور کس طرح درہم ودینار کی جال میں پھنس گیا اسی موضوع پر شیخ القرآن والحدیث مولانا محمد طاہر پنج پیری نور اللہ مرقدہ کے تلمیذ رشید مولانا امداد الحق صاحب نے قلم اُٹھایا ہے۔ کثرت مشاغل کی وجہ سے بالاستیعاب مطالعہ نہ کر سکا صرف بعض مواضع کا مطالعہ کیا۔ ماشاء اللہ معلومات کا خزینہ ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کی کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائیں۔ (امین)

ابوالیمان محمد طیب طاہری عفی عنہ

تقریظ

شیخ القرآن والحدیث مولانا مفتی سراج الدین سلمہ اللہ تعالیٰ

رئیس دارالافتاء جامعۃ الامام محمد طاہرؒ دارالقرآن پنج پیر

الحمد لله ربّ العالمين والصّلاة والسّلام علىٰ سيّد المرسلين وخاتم النبيّين وآله وصحبه وحملة دينه، الدعاة المجاهدين أمابعد!

مولانا امدادالحق صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کی کتاب مسمّٰی ''قوموں کے عروج وزوال میں درہم ودینار کا کردار'' کی فہرست اور چند مواضع مطالعہ کئے۔ سچ فرمایا آپ ﷺ نے:

لُعِنَ عَبدُ الدِّينار ولُعِنَ عَبدُ الدِّرهم. [رواہ الترمذی]

دینار ودرہم کا بندہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور ہے۔

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

ما أُوحىَ إِلىّ أن أجمع المال وأكون من التّاجرين ولكن أُوحِيَ إِلىّ أن سبّح بحمد ربّك وكن من السّاجدين واعبد ربّك حتّىٰ ياتيك اليقين.

جبیر بن نفیرؒ تابعی مرسلاً نقل کرتے ہیں: آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ حکم اور وحی نہیں کی گئی کہ میں مال ودولت جمع کروں اور تاجر بنوں۔ مجھے رب کی تسبیح وتحمید میں رہنے کا حکم دیا گیا اور اللہ تعالیٰ کے سامنے سربسجود ہونے کا حکم دیا گیا ہے۔

جس نے دینار اور درہم کو معبود بنایا ہو اُس کو دین فروشی آسان ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ ہمیں بچائے۔ حضرت العلام نے طمع دنیا اور محبت درہم ودینار کے تباہ کن نتائج کی نشان دہی فرمائی ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے اور قارئین کتاب کو طمع دنیا اور حرص دنیا سے دور فرمادیں اور مولانا صاحب کی سعی مشکور ومقبول فرمادیں۔ فيا اللّٰهم وفّقنا للخير وما يرضيك ارضاء. (امين)

احقر سراج الدین عفا اللہ عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائی گزارشات

میری ابتدائے نگارش یہی ہے
ترے نام سے ابتداء کر رہا ہوں

ہر انسان کے بنیادی دشمن چار ہیں۔ان ''چار'' یاروں میں سے ہر ایک کی دوستی تباہ کن ہے،علامہ سیوطیؒ نے ایک شعر نقل کیا ہے:

ابلیس والدنیا و نفسی والھویٰ
کیف الخلاص و کلھم اعداء ی

[الکنز المدفون:۲۰]

خواہش پرستی،نفس پرستی،دنیا پرستی،اور ابلیس کے ایجنڈے پر چلنا۔یہ چاروں میرے دشمن ہیں ملا علی قاریؒ لکھتے ہیں:

ان الدنیا کالحیة فکل من یعرف رقیتها یجوز له أخذها و الا فلا۔فقیل و ما رقیتها قال ان یعرف من این یاخذ ها و فی این یصرفها . [مرقات۹:۳۵۴]

''دنیا'' سانپ کی طرح ہے جو اس کا دم جانے اسکو ہاتھ لگانا درست ہے ورنہ نہیں۔اسی نقشبندی عالم سے پوچھا گیا کہ اس کا دم کیا ہے فرمایا یہ جاننا کہ کہاں سے دنیا ملتا ہے اور کہاں اسے خرچ کرتا ہے۔اور حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن ایک سوال مال ودولت کے متعلق ہوگا و عن ماله این اکتسبه و فیما انفقه .مال کی کمائی اور خرچ دونوں کے بارے میں قیامت کے دن پوچھ ہوگی۔اگر کوئی حدود وشرائط کو ملحوظ رکھتے ہوئے اللہ سے دنیا اور دینار مانگے تو یہ جرم نہیں۔حافظ ابن کثیرؒ ابوبکر الخطیب البغدادی کے متعلق لکھتے ہیں:

و قد کان سئل اللہ ان یملك الف دینار فملك الف دینار او مایقارب بها ذهبا .

[البدایة والنهایة ۶:۵۶۶]

خطیبؒ نے اللہ سے ہزار دینار کی ملکیت کا سوال کیا تو ہزار دینار یا اس کے لگ بھگ سونے کا مالک ہوگیا لیکن دنیا کی محبت اور اسکی وجہ سے اصولوں پر سودا بازی کر کے اپنے نظریات کو قربانی کا بکرا بنانا مذموم عمل

ہے۔ ذہن کی صفائی اور تازگی کے لیے ایک حوالہ ملاحظہ کیجئے شیخ القرآن عبدالسلام حفظہ اللہ نے اپنے مایہ ناز کتاب تنشیط الاذھان میں لکھا ہے: فالتذ هید فی الدنیا و ذکر قلتها و فناءها وکون محبتها سببا لزوال محبة الله لئلا یرغب فیها .

یعنی اس قلیل اور فانی دنیا کی محبت، اللہ کی محبت کے زوال کا سبب ہے، پھر اسکے مبرہن کرنے کیلئے (۲۴) آیات قرآنیہ لاچکے ہیں۔

علی ہجویریؒ سعید بن مسیب تابعیؒ کا قول نقل کرتے ہیں:

ارض بالیسیر من الدنیا مع سلامة دینك کما رضی قوم یکثر هامع ذهاب دینهم . [کشف المحجوب:۶۲]

دین کی سلامتی کے ساتھ تھوڑی سی دنیا پر اسطرح خوش ہو جائیں جسطرح ایک قوم زیادہ دنیا پر، دین کے جانے کے باوجود خوش ہے۔

البدایہ والنھایہ میں عیسیٰ علیہ السلام کے تذکرہ میں ہے:

أری رجالاً بأدنی الدین قد قنعوا   ولا أراهم رضوا فی العیش بالدون

فاستغن بالدین عن دنیا الملوك کما   استغنی الملوك بدنیاهم عن الدین

[البدایہ والنھایہ ا:۴۷۷]

یعنی میں نے ایسے آدمی دیکھے ہیں جو معمولی دین پر قناعت اختیار کر گئے لیکن دنیا کمانے میں معمولی چیز پر میں انہیں راضی ہوتا نہیں دیکھتا تو اپنے دین کی وجہ دنیا وی بادشاہوں سے اسطرح بے نیاز ہو جاؤ جس طرح یہ بادشاہ دین سے اپنے دنیا کی وجہ سے بے نیاز بن چکے ہیں۔

دین ہاتھ سے دے کر اگر آزاد ہو ملت   ہے ایسی حکومت میں مسلمان کا خسارہ

اس پرفتن دور میں جہاں ہر طرف خودغرضی کی آندھیاں چل رہی ہیں۔ زیادہ خطرہ اونچے درختوں کو ہوتا ہے کہ کہیں آندھی اس درخت کو اکھاڑ کر نہ پھینکے۔

ان الریاح اذا اشتدت عواصفها   فلیس ترمی سوی العالی من الشجر [ابن خلکان]

سکہ کے دو رُخ

درہم ودینار کی محبت نے اکثر لوگوں کو دیوانہ بنا دیا ہے دینار ودرہم کا ایک رخ اور زاویہ نگاہ یہی ہے کہ اپنے ''انا'' کی تسکین اور پیٹ کے جہنم بھرنے کے لیے حلال وحرام کے پرواہ کیے بغیر ہوس زر کے پجاری بنے۔نظریہ اور عقیدہ کو بالائے طاق رکھ کر اسی محبوب لیلیٰ کے وصال اور لگن میں مگن بعض لوگ درہم ودینار کے بندے اور گردیدہ بن جاتے ہیں اور گندگی کے اس ڈھیر کو خوبصورت چمن کے لبادہ میں پھول سمجھتے ہوئے خوشی سے پھولے نہیں سماتے۔

تاریخ کے انمٹ نقوش

ماضی وحال کے سلسلہ کو ملاتے ہوئے یہ نفس الامری، ٹھوس اور اٹل حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ ہلاکو کی ہلاکتیں ہو یا چنگیز خان کی چنگیزیت اور بربریت، جہانگیر واکبر کی رسہ کشی ہو یا اورنگ زیب اور شاہ جہان کا باہمی چپقلش حصول اقتدار کا ہوس ہو یا تحفظ اقتدار کے گرو کے گر۔تاڑنے والا معاملہ کی تہہ تک پہنچ سکتا ہے کہ یہ سب اس بوڑھی دنیا کے کرتب ہیں کرکٹ کے میدان میں گرگٹ بننے والے اس میدان سے بیک بینی، دروگوش اگر آوٹ ہوتے ہیں اور پیارے پاکستان کے وقار وعزت کو خاک میں ملا کر دم لیتے ہیں تو اسکی وجہ یہی سیم وزر کی غلامی ہے یہاں تک کہ اخبارات کے ذریعہ یہ خبر چار دانگ عالم میں گردش کرگئی کہ ملکہ برطانیہ وزیر انصاف کی سفارش پر سکینڈل عامر کی سزا معاف کرسکتی ہے، سلمان بٹ اور آصف عامر نے ملک کے وقار کو مجروح کر دیا اور اپنے چاہنے والوں کو مایوس کر کے بدعنوانی کے مرتکب ہوئے۔حجاج جیسے ظالم بادشاہ نے اگر خانہ کعبہ پر گولے پھینکے، خلفائے ثلاثہ کو شہادت ملی یا عمر بن عبدالعزیز کو زہر دے کر ابدی نیند سلا دیا گیا اسکی تہہ میں سیم وزر کے ہوس کا جذبہ کار فرما ہے۔

سیاست کے بونوں کا کردار

سیاست کے بونے اپنے قد اونچا کرنے کیلئے اگر پارٹی اور وفاداری تبدیل کرتے ہیں اور

موسمی بٹیروں کا کردار اپنا کر اصولوں پر سودا بازی کرتے ہیں تو جمہوریت کی مضبوطی کا رٹ لگائیں گے اور ملک کے وسیع تر مفادات کے بل بوتے پر اپنی منافقت کو چھپانے کے سرتوڑ کوشش میں لگے رہیں گے اور اس کاروائی میں بھی سیم وزر کا عنصر پنہاں رہے گا۔ کبھی اخبارات میں اور خصوصاً الیکشن کے موقع پر یہ انکشاف ہوتا ہے کہ فلاں جماعت یا شخص نے مجھے اتنے کروڑ کا آفر کیا لیکن بندہ نے ٹھکرا دیا، اکثر ٹھکرانے اور آفر کرنے والے دونوں اس حمام میں ننگے ہوتے ہیں اور ایک ہی مورتی کو پوجا کرنے والے آخر در محبوب پر جانے کا ہوس جاری رکھتے ہیں۔ اصغر خان کیس جو حال ہی میں سپریم کورٹ نے فیصلہ کی ہے اس سے واضح ہے کہ ہمارے سیاستدان کس طرح درہم ودینار پر بکتے ہیں لیکن مذہبی قائدین اور رہنماؤں کو اپنی دامن صاف رکھنی چاہئے۔

عنوان تحقیق اور عالم دین

کبھی ایک نوجوان یا ادھیڑ عمر کا عالم دین اور بڑھاپے کے دہلیز پر قدم رکھنے والا متبحر اپنے تمام عمر کے کاوشوں پر پانی پھیر کر تحقیق اور عدم تعصب جیسے خوبصورت عنوانات سے اپنے مفادات کو ہضم کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن گھر کا بھیدی اور معاملہ کی تہہ تک پہنچا ہوا شخص اس کے مطمح نظر اور نصب العین کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے، کہ اسکے دل پر درہم ودینار کا عفریت سوار ہے۔ اللھم لا تجعل الدنیا اکبر ھمنا و لا مبلغ علمنا و لا غایۃ رہنا۔

مری نوائے پریشان کو شاعری نہ سمجھ — کہ میں ہوں محرم راز دروں میخانہ
مکن بچشم ارادت نگاہ بر دنیا — کہ پشت مار بنقش است زہر او قتال

یعنی اس دنیا پر محبوبیت وارادت کی نگاہ نہ کر کہ سانپ کا ظاہر خوبصورت اور منقش ہوتا ہے لیکن اس سانپ کے اندر نظر نہ آنے والا زہر جان لیوا ہوتا ہے۔

دنیاوی محبت کے وائیرس

حب الدنیا راس کل خطیئۃ. دنیا کی محبت ہر گناہ کا سر ہے۔

[ذکرہ السخاوی فی المقاصد الحسنۃ رقم: ۳۸۴ وقال اخرجہ البیھقی فی الشعب باسناد حسن الی الحسن البصری رفعہ مرسلا]

امتحانات میں پرچے آوٹ ہوتے ہیں کرپشن کا بازار گرم ہے، جعلی ادویات، جعلی حکیموں، ڈاکٹروں، مولویوں اور پیروں کا بہتات ہے اسناد فروخت ہونے کا خفیہ کاروبار جاری ہے یہاں تک کہ پارلیمنٹ میں جعلی اسناد پر قوم کی نمائندگی کرنے والے اب پہچانے جا چکے ہیں، میرٹ کا جنازہ تو پہلے نکالا گیا تھا اب اسکی تدفین ہاتھوں کی صفائی سے کی جارہی ہے تاکہ اسکے خدوخال بھی نظر نہ آئے۔ چوری، ڈکیتی، ناجائز ذخیرہ اندوزی اور اغواء برائے تاوان روزمرہ کا معمول ہے، جھوٹ، مکروفریب، دھوکہ، سود، اور رشوت، کا رواج ہے، بھائی اپنے بھائی اور والدین سے نالاں اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے سے مکر چکا ہے اساتذہ میں سے صرف ایک سرمایہ دار کا انتخاب ہے، وعدہ خلافی ایک معمول بن چکا ہے، حرام کمانا وقت کی ضرورت ہے۔ ڈبل گیم کھیلنے کے کھلاڑی میدان میں ہیں۔ بعض سنگدل اپنی بیٹی اور بہن کو فروخت کر کے اسے اخلاص کے عنوان سے پیش کرنے میں پیش پیش ہے، لٹیرے، رکھوالے بنتے ہیں غرض ہر جگہ اس دیوتا کا پوجا جاری ہے اور مختلف شکلوں میں یہی وائیرس پھیلتا جاتا ہے۔

علم دین مفقود ہے گم ہے صراط مستقیم　　خفر راہ بنتا ہے ہر غول بیاباں ان دنوں

تاریخ کا کارنامہ

تاریخ نے اپنے اوراق میں ان منحوسوں اور ننگ انسانیت لیڈروں، مولویوں، پیروں، بادشاہوں، اور ضمیر کے سوداگروں کے نام طشت از بام کیئے ہیں جو اس خطرناک کھیل کے مہرے تھے اور یہی دنیا کے پجاری اپنے کرتوتوں کی وجہ سے ہیرو سے زیرو بن گئے۔ دوسری طرف تاریخ میں وہ شخصیات نقش ہیں جنہوں نے اس بت کو پاش پاش کر کے دم لیا، اپنے عقیدہ، نظریہ اور دستور ومنشور کی حفاظت کی اور دنیوی مفادات کو جوتے کی نوک سے لات مار کر ردی کی ٹھوکری میں پھینک دیا۔ اور وفاداری تبدیل نہ کی سلطان عبدالحمید ثانی نے انگریز سے (۱۵) کروڑ لیرہ برطانوی ٹھکرا کر تاریخ میں اپنا نام زندہ رکھا۔ جبکہ دوسری طرف میر جعفر اور اس کی ذریت نے درہم ودینار کو الہ بنا کر بنگلے بنائے۔

یہ بلڈنگ جو تم کو نظر آرہی ہے　　اداؤں پہ اپنی جو اترا رہی ہیں
اگر اسکے گملے کے پھولوں کو سونگھو　　تو پٹرول کی اس سے بو آرہی ہے

آنے والے مباحث میں ربط کا چنداں لحاظ کئے بغیر اس حقیقت کے اجاگر کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ سیم وزر کے زلفوں کے اسیر کون اور کہاں تھے ؟ اور اس درہم ودینار پر سودا نہ کرنے والے نیز اس مقدس مشن کو گدلا نہ کرنے والے جانباز مجاہد کون تھے تاکہ درہم ودینار کے دونوں طرف کے خدو خال واضح ہو۔ اللہ ہمیں اپنے خوددار اسلاف کے طریقہ پر چلنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔ (آمین)

الحمد لله معطی النعم والحکم ، دافع البلاء والنقم ، والصلوٰۃ والسلام علی صاحب الشیم الذی اعطٰی له جوامع الکلم ، فقال صلی الله علیه وسلم تعس عبدالدینار و عبدالدرھم .

طاعات کیلئے مال حلال کی اہمیت

مشکوٰۃ کے باب استحباب المال و العمر للطاعۃ کے فصل ثالث میں سفیان ثوریؒ کی روایت ہے:

کان المال فیما مضی یکرہ فاما الیوم فھو ترس المؤمن و قال لو لا ھٰذہ الدنانیر لتمندل بنا ھٰؤلاء الملوك قال من کان فی یدہ من ھٰذہ شیء فلیصلحه فانه زمان ان احتاج کان اول من یبذل دینه .

گزرے ہوئے زمانہ میں مال ودولت مکروہ سمجھا جاتا تھا۔آج کے زمانہ میں تو یہ مومن کیلئے ڈھال ہے اوراگر یہ دنانیر نہ ہوتے تو یہ بادشاہ کبھی ہم کو ٹیشو پیپر بنا کر دم لیتے اور فرمایا جس کے ہاتھ میں کچھ مال و دولت ہو تو اس کا اصلاح اس لئے کرے کہ ایسا زمانہ ہے کہ احتیاج کے وقت اول اپنے دین کو قربانی کا بکرا بنائے گا۔

اسی طرح علامہ ابن قیمؒ نے لکھا ہے: لو لا ذالك لتمندل بنا ھؤلاء..[اعلام الموقعین ۴:۲۶۱]

ملا علی قاریؒ نے امام احمدؒ کا قول نقل کیا ہے: سیاتی علی الناس زمان لا ینفع فیه الاالدرھم والدینار و قد قیل الدراھم للجراحات مراھم . [مرقات ۱۰:۴۱]

لوگوں پر عنقریب ایسا وقت آنے والا ہے جس میں صرف درہم اور دینار کام آئیں گے۔اس لئے کہا گیا ہے کہ زخموں کیلئے دراہم ، مرہم لگانے کا کام دیتا ہے۔

حافظ ابن کثیرؒ اور علامہ آلوسیؒ ﴿و منھم من ان تامنه بدینار﴾ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

انه سمی الدینار دینارا لانه دین و نار ، معناہ ان من اخذہ بحقه فھو دینه و من اخذہ بغیر حقه فله النار .

دینار دین اور نار سے مرکب ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جس نے اپنا حق سمجھتے ہوئے اسے لیا تو اس کیلئے

دین ہے اور اسے اگر ناحق لیا اس کیلئے آگ ہے قرآن کریم نے مال ودولت کو سبب معاش اور گزران کا سبب بتلایا ہے۔ سورۃ النساء میں ہے :و لا توء تو السفهاء اموالكم التى جعل الله لكم قياماً.

ترجمہ: اور بے وقوفوں کو اپناوہ مال نہ دو جو اللہ نے تمہارے لیے گزران کا سبب بتلایا ہے۔

اس آیت کے ذیل میں علامہ آلوسیؒ نے لکھا ہے :قال عبدالله بن عباس : الدراهم والدنا نير خواتيم الله فى الارض.

یعنی درہم ودینار زمین میں اللہ کے مہر ہیں۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں: و سئل و هب عن الدنا نير والدراهم فقال هى خو اتيم رب العالمين. [البدایہ والنھایۃ ۵:۳۳۹]

وہب بن منبہؒ سے جب درہم ودینار کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا یہ رب العالمین کے مہر ہیں۔

اور وہبؒ فرماتے ہیں: اذا اتتك الهدية من الباب خر ج الحق من الكوة. [حلیۃ الاولیاء ۴:۶۴]

جب بعض ہدایا دروازہ سے اندر ہو تو حق روشندان سے نکلتا ہے اور مذکورہ آیت کے نیچے تفسیر مدارک میں سفیان ثوریؒ کا عمل یہ نقل کیا ہے: کا ن له بضا عة يقلبها لو لا ها لمتندل بى بنوالعباس.

اور اس کے پاس مال ودولت کی پونجی تھی اسے الٹ پلٹ کرتے وقت کہتا تھا کہ اگر یہ پونجی نہ ہوتی تو بنوالعباس مجھے ٹیشو پیپر بناتے:

پلٹنا، جھپٹنا، جھپٹ کر پلٹنا لہو گرم رکھنے کا ہے اک بہانہ

قیس بن عاصمؒ نے اپنے بچوں کو وصیت کی تھی جسکا ایک حصہ ہے : و عليكم بالمال و اصطنا عه فانه منبهة لكر يم و يستغنى به عن اللئيم. [الجامع شعب الایمان ۳:۲۴۰]

یعنی مال ودولت کا بینک بیلنس لازم پکڑو یہ ایک شریف النفس کے قدر ومنزلت کا غماز ہے اور اس کے ذریعہ ایک کمینہ سے استغناء حاصل کیا جاتا ہے۔ ہاں جب مال ودولت کی کمائی حرام ہو۔ انسان آخرت کے فکر سے کوسوں دور ہو اور آج کو قیامت کے کل پر، قربان کرے اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دے تو یہ کافروں کی خصلت اور تباہ کن عمل ہے اکبرالہ آبادی کے کلیات اکبر حصہ سوم میں ہے۔

دنیا کو خوب دیکھا بنتی محبتیں ہیں موقع کی سازشیں ہیں مطلب کی ساعتیں ہیں
البتہ جو تعلق دینی خیال سے ہے اس میں وفا ہے شامل اور دل کو راحتیں ہیں

فسادات کا منبع ناجائز طمع

مشکوٰۃ باب الریاء والسمعۃ میں معاذ بن جبل نے آپ ﷺ کا فرمان نقل کیا ہے:

یکون فی آخر الزمان اقوام اخوان العلانیۃ اعداء السریرۃ فقیل یا رسول اللہ کیف یکون ذالک: قال ذالک برغبۃ بعضھم الی بعض و رھبۃ بعضھم من بعضھم[1].

ترجمہ: آخر زمانہ میں ایسے اقوام ہوں گے کہ آپس میں ان کی ظاہری طور پر بھائی بندی ہوگی اور دل سے دشمن ہوں گے (دلوں میں چبھ رہے کانٹے بظاہر دوستانہ ہے) آپ سے پوچھا گیا یہ کیسے؟ فرمایا بعض بعض سے طمع رکھیں گے اور ڈر کی وجہ سے اسطرح کرنے پر مجبور ہوں گے۔

اس حدیث کی تشریح ملا علی قاری ؒ نے مرقات میں کی ہے:

بسبب طمع طایفۃ فیھم الی الأخریٰ و خوف بعضھم من بعضھم والحاصل انھم لیسوا من اھل الحب فی اللہ البعض فی اللہ بل امورھم متعلقۃ باغراض فاسدۃ فتارۃ یرغبون فی قوم لاغراضھم فیظھرون لھم الصداقۃ و تارۃ یکرھون قوما لعللٍ ینظرون لھم العداوۃ.

یعنی ایک گروہ دوسرے سے طمع رکھیں گے اور ایک دوسرے سے ڈر کی بناء پر ظاہری علیک سلیک کریں گے۔حاصل یہ ہے کہ ان کی محبت وبعض اللہ کیلئے نہیں ہوں گی بلکہ فاسد اغراض کی وجہ سے ان کا آپس میں تعلق ہوگا۔کبھی اپنے اغراض پورا کرنے کیلئے ایک قوم کی طرف جھک کر دوستی ظاہر کریں گے اور کبھی چند وجوہات کی بناء پر ان کو برا سمجھتے ہوئے دشمنی ظاہر کریں گے۔

کسے خبر کہ سفینے ڈبو چکی کتنے فقیہ و صوفی و شاعر کی ناخوش اندیشی

---

(۱) مذکورہ بالا روایت سنداً ضعیف ہے۔

اور اکبر الہ آبادی نے کیا خوب فرمایا:

گو ہو گئے شکم کے مطالب کے ترجمان　　　افسوس ہے کہ دل کے زبان دان نہیں رہے

امام غزالیؒ نے احیاء العلوم کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے ذیل میں ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک شیخ صاحب نے بلی پالی تھی اور روزانہ پڑوس کے قصائی سے بلی کیلئے کچھ بے کار گوشت لاتے تھے ایک دفعہ قصائی نے کسی منکر کا ارتکاب کیا۔ دل میں ٹھان لیا کہ اس منکر سے قصائی کو روک دوں لیکن معاملہ بلی کے راشن کا تھا تو پہلے بلی کو ملک بدر کیا پھر قصائی کو منکر سے روکنے لگا تو قصائی نے کہا آج کے بعد بلی کا مواد بند۔ اس نے جواباً کہا۔ بلی اس سے پہلے میں نے ملکیت سے نکال دی ہے۔

اور احیاء علوم الدین کے ساتھ ملحق عوارف المعارف میں بنان حمال کا قول منقول ہے کہ وہ اکثر فرماتے تھے: الحر عبد ما طمع والعبد حر ما قنع.

کہ اگر ایک آزاد شخص طمع رکھے تو وہ ذہنی غلامی کرے گا لیکن اگر غلام نے قناعت اختیار کی تو اسے آزاد شخص جیسے سمجھو۔ اور شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے مشکوٰۃ کی شرح میں لکھا ہے کہ طمع "شیر" سے مکھی بناتا ہے۔

ہر چہ شیراں را کند روباہ مزاج　　　احتیاج است احتیاج است احتیاج

یعنی شیر اگر لومڑی کے چال چلتا ہے تو محتاجی کے علاوہ اس کا کوئی سبب ہی نہیں، بال جبریل میں علامہ اقبالؒ نے جوانمردوں کا وطیرہ یہ بیان کیا۔

آئین جوانمرداں حق گوئی و بے باکی　　　اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

مسعر بن کدامؒ جو امام اعظم ابوحنیفہؒ کا ہم عصر تھا فرماتے تھے کہ اگر کوئی ساگ، سرکہ پر قناعت کرے تو کبھی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہوگا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے لکھا ہے: و یروی عن عمرؓ قال الطمع فقر والیاس غنی.

سیدنا عمرؓ کا مقولہ ہے کہ طمع فقر ہے اور طمع نہ رکھنا تونگری ہے۔

مرا فقر بہتر ہے اسکندری سے　　　یہ آدم گری ہے وہ آئینہ سازی

خطیب بغدادیؒ نے اشعار میں نصیحت کی ہے:

لا تضرعن لمخلوق علی طمع　　فان ذالك مضر بالدین

واسترزق الله مما فی خزائنه　　فانما هو بین الكاف والنون

[تاریخ بغداد۳:۴۴۵]

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں ان اشعار کو امام بیہقی کی طرف منسوب کیا ہے۔مخلوق سے طمع کرکے عاجزی ان کے سامنے مت کر، کیونکہ یہ دین کیلئے ضرر کا باعث ہے اور اللہ سے وہ رزق مانگ جو اس کے خزائن میں ہے، کیونکہ کن کے کلمہ سے آپ کو رزق پہنچے گا۔

دنیا کی انتہائی وسعت ومنافست تباہ کن ہے

بخاری اور مسلم کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

فو الله لا الفقر اخشی علیکم ولکن اخشی علیکم ان تبسط علیکم الدنیا کما بسطت علی من کان قبلکم فتنافسوها کما تنافسوها وتهلککم کما اهلکتهم.

قسم ہے اللہ کی میں تم پر فقر سے نہیں ڈرتا لیکن ڈر اس کی ہے کہ کہیں دنیا تم پر اتنی وسعت سے نہ آئے جیسے آپ سے پہلے لوگوں پر نہایت فراخی کی گئی تھی تم ایک دوسرے سے ان کی طرح آگے جانے کی سرتوڑ کوشش کروگے اور جس طرح اس سے وہ پرانے لوگ تباہ ہوئے تھے تم بھی تباہی کے دھانے پر نہ پہنچو۔

درہم ودینار کے پتر

علامہ آلوسی نے باب الاشارات میں ان الذین اتخذوا العجل کے نیچے یہ انکشاف کیا ہے:

وکثیر من الناس الیوم عبید الدرهم والدینار وهما العجل المعنوی لهم.

بہت سے لوگ آج کل درہم ودینار کے بندے ہیں اور یہ دونوں ان کیلئے معنوی بچھڑے کی طرح ہے اگرچہ ظاہرا اُس کو سجدہ ریز نہیں ہوئے۔

درہم و دینار کے بندوں کیلئے نبی کی بددعا

بخاری شریف کے جلد ثانی میں کتاب الجہاد:۴۰۴ پر ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

عن النبی ﷺ قال تعس عبد الدینار و عبد الدرهم و عبد الخميصة ان أعطى رضى و ان لم يعط سخط ، تعس وانتكس و اذا شيك فلا انتقش .

درہم و دینار اور کالی کملی کا بندہ ہلاک اور نامراد ہو۔ تباہ اور سرنگوں ہو اگر اس کے پاؤں میں کانٹے چبھ جائے تو نہ نکالے جا سکے۔ اگر اس کو کچھ مواد ملے تو خوش ہوتا ہے ورنہ غصہ رہتا ہے۔

اس حدیث کی تشریح کرتے ہوئے علامہ ابن تیمیہؒ نے اپنے فتاویٰ میں لکھا ہے کہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس کا کوئی مراد بر نہ آئے اور نہ کسی مکروہ سے اسے چھٹکارا ملے۔ آخر میں لکھا ہے:

و هذا حال من عبد المال .

یعنی آپ ﷺ کی بددعا عبدالدینار والدرہم پر لگ گئی ہے۔

مولوی امین اللہ پشاوری لکھتا ہے:

ان المحبوبات لغير الله قد اثبت الشارع عليها اسم التعبد كقوله ﷺ فی الحديث تعس عبد الدينار و عبد الدرهم .

یعنی غیر اللہ کے محبوبات پر بھی شارع نے تعبد کا اطلاق کیا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے درہم و دینار کا بندہ ہلاک ہو۔

اور اسی صفحہ پر خالص فتاویٰ میں ہے: فسمّٰی هٰؤلاء الذين اذا أعطوا رضوا و ان منعوا سخطوا عبيد الهٰذه الاشياء لانتهاء محبتهم و رضاهم و رغبتهم اليها .

یعنی آپ ﷺ نے ان لوگوں کو ان چیزوں کا بندہ بتلایا کہ اگر انہیں کچھ دیا جائے، خوش ہوتے ہیں اور اگر ان چیزوں کو ان سے روک دیئے جائیں تو آپے سے باہر ہوتے ہیں اور اس کی وجہ ان لوگوں کا ان مواد کی انتہائی محبت و چاہت اور رضامندی ہے۔ اور یاد رہے کہ تعس عبد الدينار و الدرهم کی روایت بخاری کے کتاب الجہاد میں ہے۔

کیا بعض جہاد اور نئی تنظیمیں بنانا کاروبار ہے

مولوی امین اللہ پشاوری لکھتا ہے:

وقد جعل بعض الناس الجهاد كسبادنيويا لا يرى فيه آثار الطاعة و نور العبادة.

[فتاویٰ دین خالص ۹:۲٦]

بعض لوگوں نے تو جہاد کو دنیاوی کاروبار بنایا ہے نہ اس میں طاعت کے آثار اور نہ عبادت کا نور نظر آتا ہے۔

اور آگے جاکر لکھا ہے: و بناء التنظيمات يدل علىٰ هوىً في نفوسهم و ميل الى الامارة و الزعامة و حب الدنيا و عدم الاعتماد على الكبار. [فتاویٰ خالص ۹:۳۵]

یعنی بعض نئی تنظیموں کے بنانے میں اس کی دلالت ہے کہ ان کے دلوں میں خواہش پرستی، امارت و سرداری کا میلان، دنیا کی محبت اور اپنے بڑوں پر عدم اعتماد کا جذبہ کارفرما ہے۔ فتاویٰ خالص کے مؤلف کا حاصل مطلب یہ ہے کہ بعض لوگ حب مال و جاہ کے گرویدہ ہیں۔ اور ترمذی میں کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ سے روایت نقل کی ہے:

ما ذئبان جائعان أرسلا في زريبة غنم بأفسد لها من حرص المرء على المال و الشرف لدينه و قال الترمذي هذا حديث حسن صحيح.

یعنی اگر دو بھوکے بھیڑیئے بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دئے جائیں تو ان کے فساد برپا کرنے سے زیادہ فساد اس وقت پیدا ہوتا ہے جب ایک آدمی مال اور دینی شرافت و سیاست کا حریص ہو اور اسی مؤلف اور مفتی نے جس کے افتاء کی تصدیق منہج کے ایک رسالہ میں بھی ہے آگے جاکر کھری بات لکھی:

و بعضهم اذا وجد الى الاموال سبيلا، بنىٰ تنظيما و جماعة منفردةعن جماعة المجاهدين الأخرين الذين هم أقدم منهم و أصلح حالاً، والباعث عليه حب الأموال و التصرف فيها كيف يشاء و لا يحاسبه أحد و لكن لا يدرى هذا المسكين ان المحاسب الحقيقي هو الله تعالىٰ.

یعنی ان میں سے بعض کو جب مال ہاتھ لگنے کا راستہ ملتا ہے تو تنظیم اور مستقل جماعت ان دیگر مجاہدین

سے الگ تھلگ بناتے ہیں جوان سے سنیارٹی کے لحاظ سے آگے اور حالت کے اعتبار اچھے خاصے ہوتے ہیں اور اس کا باعث مال کی محبت ہے اور جسطرح بھی یہ لوگ چاہے مال میں اپنی مرضی سے تصرف کر سکے اور کوئی اس کے ساتھ حساب وکتاب نہ کرے لیکن یہ مسکین اتنا بھی نہیں جانتا کہ حقیقی محاسب اللہ تعالی ہی ہے یادرہے کہ صرف مدرسہ کی روئیداد مکمل آرڈٹ کا ضامن نہیں ہوسکتا، تبصرہ تو بے لاگ کیا۔ اگر ان تنظیمات کا نام لے کر نشان دہی کرتے تو معاملہ اور بھی آسان ہوتا ۔

تبصرہ غیر کے کردار پر کرنے والا کیا تیری اپنی آپ سے ملاقات نہیں ہوتی

مرغینانی کا فتویٰ

المسائل التسع کے ص ۴۶ پر ہے:

اللھم الا ان یکون الا کل بالدین بالا ضطرار فعلیٰ قدر الضرورۃ لا ان یشتریٰ بالدین السیارۃ و ان یبنی القصور و یجمع حطام الدنیا لنحو قولہ سبحانہ و تعالیٰ و من کان یرید حرث الدنیا نؤتہ منھا و ما لہ فی الا خرۃ من نصیب .

ہاں مجبوری کی وجہ سے ضرورت کے اندازہ پر دین کے ذریعہ کھانا جائز ہوگا لیکن یہ تو نہیں کہ دین کے نام پر حاصل شدہ رقم سے موٹر خریدے جائیں اور بنگلے بنائے جائے اور دنیا کا دھندہ جمع کیا جائے۔

غیر مقلد علامہ احسان الٰہی کا انکشاف

غیر مقلدین کے ماہنامہ رسالوں میں سے ایک ترجمان الحدیث ہے اس کا مدیر اعلیٰ پروفیسر ساجد میر ہے اور اسکے ٹائٹل پر ہے، اسلامی نظریات، سلفی عقائد اور روحانی اقدار کا پیامبر، بانی شہید اسلام حضرت علامہ احسان الٰہی ظہیر" جلد ۲۱ مارچ اپریل ۱۹۸۸ء، اس خصوصی نمبر کے ص ۲۰۳ پر ہے کہ علامہ صاحب نے پورے ملک سے علماء اہل حدیث کو گوجرانوالہ میں جمع کیا اور ان کی جماعتی فنڈز میں گڑبڑ، جماعتی پراپرٹی میں خرد برد اور غیر دستوری حربوں کو جماعت کے سامنے پیش کیا۔ انتہیٰ

وہ سجدہ، روح زمین جس سے کانپ جاتی تھی اسی کو آج ترستے ہیں ممبر ومحراب

یہ فتاویٰ خالص کے خالص فتویٰ کیلئے منزلہ تائید سمجھ لیجئے۔

دنیاپرست علماء کے علامات اور شیخ القرآن علامہ محمد طاہر رحمہ اللہ الغافر

شیخ القرآن نے ''علامات علماء الدنیا'' کے عنوان کے تحت لکھا ہے:

ومنها أنهم يشددون في المسائل التي اختلف فيها الأئمة مثل رفع الأيدي في الصلوٰة والقراءة خلف الامام وغير ذالك ويعدون ذالك ديناً ويحسبون أنهم مهتدون ومع ذالك يسلمون الأحاديث التي جاء فيها خلافهم فهل بعث الرسول للخلاف أو دفعه .[ضیاء النور:۵۹]

شیخ القرآنؒ کی عبارت کا حاصل مطلب یہ ہے کہ جن مسائل میں ائمہ کا پہلے سے اختلاف چلا آرہا ہے مثلاً امام کے پیچھے قراءۃ اور رفع الیدین وغیرہ۔ تو جن احادیث میں عدم رفع اور عدم قراءۃ کا تذکرہ ہے ان کو ماننے کے باوجود ایک علاقہ میں احادیث کے مطابق اگر ایک عمل جاری ہے تو وہاں ان مسائل میں تشدد کرتے ہوئے اختلاف برپا کرکے اس کو دین سمجھتے ہیں اور اپنے آپ کو ہدایت پر سمجھتے ہیں، تو کیا نبی کی بعثت خلاف پیدا کرنے کیلئے تھی یا اس کے دفع کیلئے، تو شیخ محترمؒ کی تحریر سے ثابت ہوا جس پر ان کی تقریر گواہ ہے کہ یہ دنیوی آب ودانہ زیادہ کرنے کے کرتب ہیں بقول اکبرالہ آبادی ؎

اگرچہ نام خدااور رسول لیتے ہیں   دراصل جزشکم ہے یہ مذہبی عنصر

امام احمدؒ اور امام شافعیؒ کے مسلک والے اگر رفع الیدین کرتے ہیں تو کونسا مسلمان اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھ کر عاقبت خراب کرسکتا ہے۔ یا ایک مجتہد یا ایسا عالم دین جو اصحاب الترجیح میں سے ہو کسی بھی مسئلہ میں ترجیح ایک طرف کو دے تو اس کے ساتھ پھر جھگڑا کرنا ''ان لا تنازع الامر اهله'' کے خلاف ہے اگر دو ائمہ رفع الیدین کو ترجیح دیتے ہیں تو دلائل کے علاوہ اس کی ایک حکمت کٹر شافعی مسلک کے پابند مقلد علامہ ابن حجر نے یوں بیان کیا ہے:

معناه الاشارة الى طرح الدنيا والاقبال بكلية على العبادة .[فتح الباری۲:۱۷۲]

اس عمل کرنے میں دنیا کے پھینکنے اور مکمل طور پر عبادت کو توجہ دینے کی طرف اشارہ ہے۔ انتہیٰ

لیکن افسوس کہ بعض شخصیات دنیا پرستی کو ملحوظ رکھتے ہوئے گندم نما جوفروش بنتے ہیں اسکی تائید کیلئے

سردست ایک حوالہ ملاحظہ کیجئے۔

ڈاکٹر شمس الدین سلفی کا انکشاف

كما ظهر فيهم أشخاص بأعوا دينهم لغرض من الدنيا تملقوا الى بعض السلفيين فحصلوا منهم أموالاً هائلة و لكن المجربين من أهل الحديث لا يوئدهم الا بعد أن يكونوا من السلفيين .[الماتريدية:٦٧٤]

جیسے ان میں ایسے اشخاص نمودار ہو چکے ہیں جنہوں نے دنیوی اغراض کی وجہ سے اپنا دین نیلام کیا ہے اور بعض سلفیہ کی چمچہ گیری کرنے لگ گئے تو ان سے زبردست اموال حاصل کئے لیکن تجربہ کار اہل حدیث ان کی تائید نہ کریں گے جب تک مکمل سلفی نہ بنے۔

ابوداؤد کی ایک روایت

یعلیٰ بن امیہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

أذن رسول الله ﷺ بالغزو، و أنا شيخ كبير ليس لي خادم فالتمست أجيرا يكفيني فوجدت رجلا سميت له ثلاثة دنانير فلما حضرت غنيمة أردت ان أجري له فجئت النبي ﷺ فذكرت له فقال :ما أجد له في غزوته هذه في الدنيا و الاخرة الا دنانيره التي تسمى .

یعلیٰ فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے جہاد کا اعلان کیا اور میں بہت بوڑھا تھا اور میرے پاس خادم نہ تھا تو میں نے اجرت پر ایک نوکر طلب کیا جو میری کفایت کرے میں نے ایک آدمی کو پایا، اور اس کیلئے تین دنانیر متعین کئے جب غنیمت ملی تو میں نے اسکی مزدوری اسکو دینا چاہا میں نبی ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ کو کارگزاری سنائی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اس غزوہ میں دنیا اور آخرت میں اسکے لئے صرف یہی متعین دنانیر کے علاوہ کچھ اجر نہیں پاتا۔

مولوی عبدالعزیز نورستانی کا انکشاف

اُنہوں نے لکھا ہے: ثمامہ بن اثال نے جب قید سے نجات حاصل کی تو آ کر اسلام قبول کیا ٹھیک اسی طرح (تشبیہ میں من کل الوجوہ مماثلت شرط نہیں: امداد) شیخ عبدالسلام صاحب نے آپ کے محسن شیخ جمیل الرحمٰن مرحوم (مرحوم کے جواز وعدم جواز کیلئے خالص فتاوی کی طرف رجوع کریں: امداد) جس کو آپ نمک حرامی کر کے فرنگی ٹولہ کہہ رہے ہیں فوت ہوئے (فوت ہونے کا واقعہ عبدالرحیم مسلم دوست سے سیکھ لیں امداد) اور لینا دینا ختم ہوا تو میرے (عبدالعزیز) (بارک اللہ فی عمرہ امداد) ساتھ صلح کر کے بدعت اور اہل بدعت کے دامن کو چھوڑ کر (اب پھر دامن سے جڑے ہوئے ہیں امداد) اور بالکل او من کان میتا فاحییناہ کے مصداق بن گئے۔ (انا للہ و انا الیہ راجعون امداد)

[شمشیر شہنشاہ:۷۶]

اوپر کی عبارت سے چند حقائق نکھر کر سکرین پر صاف نظر آتے ہیں جن سے صرف چار حقائق ذکر کیے جاتے ہیں۔

[۱] ان کے ساتھ صلح قید و بند کے دور سے پہلے نہ تھی۔

[۲] مولوی جمیل الرحمٰن کے فوت ہونے سے پہلے یعنی ان کی زندگی میں صلح نہیں تھی۔

[۳] ان دونوں ادوار سے پہلے حقیقی اہل السنّت والجماعت کے شرف سے ان کے نزدیک شیخ صاحب مشرف نہ تھے۔

[۴] صلح کے بعد ان کو روحانی زندگی ملی بندہ کے نزدیک آخری دور بیمار کس گستاخانہ ہے اور حقائق سے آنکھیں چرانے کی اس میں کوشش کی گئی ہے اور جن غیر متعصبین کے ہاں مولانا نورستانی مجتہد ہیں۔تو اس تلخ حقیقت آشکارا کرانے پر ان کیلئے اجر وثواب کا امید رکھیں۔

فرنگی ٹولہ کہنے کی وجہ

شیخ نذیر حسین غیر مقلد جسے شیخ الکل بھی کہا جاتا ہے اور فتاوی نذیریہ کے نام سے اس کا فتاوی بھی شائع ہے اسکے متعلق متضاد باتیں کی جاتی ہیں۔نزھۃ الخواطر میں اسکے ترجمہ میں لکھا ہے کہ

انگریز نے نپڑی جلاوطن کیا تھا ایک سال جیل میں رہا۔ اس عبارت سے جو ایک حنفی عالم کا ہے معلوم ہوتا ہے کہ انگریز کے ساتھ ان کے مراسم مخصوصہ نہ تھے لیکن ''الحیات بعد الممات'' جوان کے شاگرد فضل حسین کی کتاب ہے اس نے غیر متعصبانہ طور پر اسکے حالات میں لکھا ہے:

''کہ حالت مجروحی میں اُنہوں نے ان کا علاج کیا ساڑھے تین مہینے انہیں اپنے گھر میں رکھا اور بالآخر برٹش کیمپ میں ان کو پہنچا دیا اور (ص ۱۲۷) پر ہے کہ اسکے صلے میں میاں صاحب کو (۱۳۰۰) روپے انعام ملا۔ اور الحیات کے (ص ۱۴۰) پر صدر روپیہ اور کبھی سات صدر روپیہ ملنے کا ذکر ہے۔ اگر چہ اسکا تذکرہ ''علماء کی حق گوئی'' نامی کتاب میں مفتی انتظام اللہ شہابی نے بھی کیا ہے لیکن ''الحیات'' کا حوالہ شھد شاھد من اھلھا کا مصداق ہے اللہ کرے کہ اسی شاہد نے غلط بیانی کی ہو اگر کوئی کہے کہ دو گواہوں کی ضرورت ہے ''صاحب الحیات'' تو من شھد خزیمة فھو یکفیه کا مصداق نہیں تو مطالبہ چونکہ درست ہے اس لئے دوسرے گواہ کی تحریر ملاحظہ کیجئے۔ اور مولانا نذیر حسین، فضل حسین، اور محمد حسین کے مثلث کاروائی پر تدبر سے کام لیں۔

مولانا مسعود عالم ندوی غیر مقلد کا انکشاف

موصوف ''الاقتصاد'' کے متعلق لکھتے ہیں اس کتاب پر مولانا محمد حسین بٹالوی انعام سے بھی سر فراز ہوئے اور معتبر اور ثقہ راویوں کا بیان ہے کہ اس کے معاوضے میں سرکار انگریزی سے انہیں جاگیر بھی ملی تھی۔ ہندوستان میں پہلی اسلامی تحریک ص ۱۲۹ اسکی تاویل زیادہ سے زیادہ یہ کی جاسکتی ہے کہ دونوں نے ''انعام'' کا تذکرہ کیا، ایک غیر مقلد السید امداد علی گزرے ہیں۔

نزہۃ الخواطر میں ہے:

لازم القاضی بشیر الدین العثمانی القنوجی و اخذ منه وخدم الدولة الانکریزیة ۔[نزہۃ الخواطر ۸:۲۹]

یہ قنوجی صاحب کا شاگرد ہے جس نے فرنگی حکومت کی خدمت کی ہے اور اس کی کتاب امداد السنة فی التراویح وانها لیست بسنة مؤکدة و انها ثمان رکعات ہے۔ یعنی تراویح آٹھ رکعات ہے اور

وہ بھی سنت موکدہ نہیں۔
ابن ماجہ کی روایت مشکوٰۃ کے کتاب العلم میں ہے:

نا تی الا مرا ء فنصیب من دنیا ھم و نعتز لھم بد یننا و لا یکو ن ذالك کما لا یجتنٰی من القتا د الا الشوك کذالك لا یجتنٰی من قر بھم قال محمد بن صبا ح کأ نہ یعنی الخطا یا.

یعنی بادشاہوں کے پاس جا کر ان کی صرف دنیا حاصل کریں گے اور دین کو ان سے یکسو رکھیں گے اور یہ ہرگز نہیں ہوسکتا جیسا کہ خاردار درخت سے صرف کانٹا حاصل ہوسکتا ہے اس طرح ان کی نزدیکت خطایا کمانے کے مترادف ہے۔

اس روایت کی تشریح میں ملاعلی قاری نے اس خط کو ذکر کیا اور اس کو البدایہ والنھایہ میں حافظ ابن کثیرؒ نے بھی لایا ہے، کہ یہ ظالم بادشاہ آپ کے ذریعہ اپنے باطل کی چکی گھمائیں گے اور آپ سے اپنے کرتوتوں تک پہنچنے کے لئے پل کا کام لیں گے اور آپ کو سیڑھی کی طرح بنا کر وہ اپنے گمراہیوں تک رسائی اس کے ذریعہ حاصل کریں گے۔ اور الحق الصریح جو مشکوٰۃ کی پشتو زبان میں شرح ہے یہاں مؤلف نے بے نظیر کی بات نقل کی ہے (وہ تو اب اللہ کو پیاری ہو چکی ہے) لیکن اسکا مقولہ یوں درج کیا گیا ہے کہ "ہمارے ساتھ علمائے حق ہیں"۔

امام زہریؒ اور درہم

امام ترمذی نے با ب فی الصلوٰۃ قبل الجمعۃ و بعد ھا [۱:۱۱۸] پر عمرو بن دینار کا قول نقل کیا:

ما رأ یت ا حد اا نص للحد یث من الزھر ی و ما رأیت احد ا الد راھم اھو ن عندہ منہ ان کا نت الد راھم عندہ بمنزلۃ البعر [البدایہ والنھایۃ ۵:۳۹۶، حلیۃ الاولیاء ۳:۷۱]
یعنی درہم امام زہریؒ کے ہاں اونٹ کی مینگنی جیسی بلکہ اس سے گئی گزری تھی، افسوس آج کل بعض علم کے مدعی ایسے ہیں کہ اسے مینگنی، درہم نظر آتا ہے۔

جناب عبدالرحیم مسلم دوست غیر مقلد کی گواہی

ایسے نام نہاد بعض اہل حدیث کے بارے میں اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

ځنے خلق داسی پکښې وائي چې پیسې دې جیب ته راشي
ټول هدف ئ مادیات وي که په مخکښې که په شا شي
[ماتې زولنې : ۲۲۵]

ترجمہ: بعض ایسے بھی کہتے کہ جیب میں پیسہ آنا چاہئے اور ان کے تمام اہداف مادیات ہوتے ہیں چاہے آگے جاتے ہیں یا ریورس گیر لگاتے ہیں اور بعد میں حاصل مطلب یہ نکالا:

چې سیپاره ئ لا ونیلې نه وي مونګ ته درسونه اوس ددین راکوي

جنہوں نے ایک پارہ بھی نہیں پڑھا وہ اب ہم کو دین کا درس دیتے ہیں، سچ ہے ۔

بڑا افسوس ہوتا ہے بہاروں کی جوانی پر تعاقب میں خزاں پا کر بڑا افسوس ہوتا ہے

علی رضی اللہ عنہ کا دنیا کو خطاب

ایک دفعہ علی رضی اللہ عنہ کو خبر ملی کہ بیت المال بھرا ہوا ہے (آج کل تو پاکستان کا خزانہ خالی ہے کارٹ ہے) اندر داخل ہو کر فرمانے لگے: یا صفراء یا بیضاء غری غیری حتی ما بقی منه درهم .
اے سونے چاندی کسی اور کو دھوکہ دیں سارا تقسیم کیا، یہاں تک کہ وہاں ایک درہم بھی نہیں رہا۔
[مرقات ۱۱:۳۴۵]

بروایں دام بر مرغ دگر نہ کہ عنقا را بلند است آشیانہ

اور

دادِ سکندر سے وہ مردِ فقیر اولیٰ ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللہی [اقبال]

آپ ﷺ کا مال کی تقسیم

بخاری کے کتاب الجہاد کی روایت ہے کہ جب بحرین سے آپ ﷺ کو مال ملا تو فرمایا:

انثروہ فی المسجد و کان اکثر مال اتی بہ رسول ﷺ اذ جاءہ عباس ؓ فقال یا رسول اللہ ﷺ اعطنی انی فادیت نفسی و فادیت عقیلا قال خذ ۔

آپ ﷺ نے مسجد میں مال بکھیرا، اور مال کا اتنا وافر مقدار اس سے پہلے نہیں آیا تھا۔ عباسؓ نے آکر عرض کیا کہ میں نے اپنا اور عقیل کا فدیہ دیا ہے مجھے کچھ دیں آپ ﷺ نے فرمایا لے لو۔ لیکن گٹھڑی بھاری ہونے کی وجہ سے جب چچا محترم اٹھانے سے قاصر رہے تو آپ ﷺ سے عرض کیا کسی کو حکم دیں کہ اٹھانے میں میرے ساتھ تعاون کریں، سرور کائنات نے انکار کیا، کہنے لگا آپ اے اللہ کے رسول میرے ساتھ اٹھانے میں تعاون کریں فرمایا نہیں ۔ آخر کار عباسؓ نے کچھ کم کر کے اٹھایا اور اپنے کاندھے پر رکھ کر جانے لگا۔ آپ ﷺ چچا جان کو اس وقت گھور گھور کر دیکھتے جب تک نظر آتے، آپ ﷺ جب اس مجلس سے اٹھنے لگے و ثم منها درهم مسجد میں ایک درہم بھی نہ تھا۔

خوارج کا فتنہ دنیا پرستی کا نتیجہ ہے

سورۃ آل عمران کے ابتدائی رکوع میں حافظ ابن کثیرؒ نے اپنی تفسیر میں لکھا ہے:

ان اول بدعة وقعت فی الا سلام فتنة الخوارج و كان مبدئهم بسبب الدنيا حين قسم النبی غنا ئم حنين انه لم يعدل فی القسمة .

اسلام میں اول بدعت جو خوارج کے فتنہ کی شکل میں ظاہر ہوئی اس کی بنیاد دنیا ہے۔ آپ ﷺ نے حنین کے غنائم کی تقسیم کی، ان کا سرغنہ بکنے لگا کہ آپ ﷺ نے تقسیم میں انصاف کا خون کیا۔ یہ بنو تمیم قبیلے کا ذوالخویصرہ تھا اور ابو سعید خدریؓ کی روایت ہے کہ آپ ﷺ نے اس کو جواب دیا:

ویلك من يعدل اذا لم اعدل قد خبت و خسرت .

تیرا ستیاناس اگر میں عدل نہ کروں تو کون پھر عدل کرے گا۔ تم نا کام و نامراد ہوئے۔

اعتزال کے فتنے کا پھیلاؤ اور حکومت کی سرپرستی

دوسری صدی ہجری میں جب اس (معتزلہ) فتنہ نے جنم لیا تو علماء امت نے اس کا بھرپور دفاع کیا جن ائمہ کرام نے یہ فریضہ سرانجام دیا ان میں امام شافعیؒ، امام احمدؒ، امام بخاریؒ، اور ابن قتیبہؒ کے نام بالخصوص

قابل ذکر ہیں اس پر اتفاق کی بات ہے کہ اس دور میں فتنہ انکار سنت یا اعتزال کو حکومت سرپرستی حاصل ہوگئی جس کی وجہ سے یہ فتنہ تقریباً سوا سو سال زندہ رہا اور جب یہ سرپرستی ختم ہوگئی تو یہ فتنہ بھی آپ ہی اپنا موت مرگیا۔ [آئینہ پرویزیت غیر مقلد عبدالرحمٰن گیلانی:۳]

فتنہ سرسید کی بنیاد غم شکم

مولانا اشرف علی تھانویؒ نے لکھا ہے: ان کو پھر اپنی روٹیوں کی فکر ہوئی مصلحت یہ دیکھی کہ مذمت باغیان میں کتاب لکھو۔ [امداد الفتاویٰ ۶:۱۵۶]

پتہ چلا کہ اپنے پیٹ کی فکر کیلئے غلط راستہ اختیار کرنا سرسیدی فکر ہے ۱۸۵۷ء میں جب جہاد حریت کا معرکہ گرم ہوا تو سرسید نے اپنے انگریز محسنوں کی جان و مال اور اقتدار کی تحفظ کیلئے ہراول دستے کا کردار ادا کیا اور مقدس جہاد کو بغاوت کا نام دے کر مجاہدین اسلام کے خلاف دل کھول کر لکھا، حسن خدمت کے اس صلے میں حکومت برطانیہ نے (کے بی ایس،ائی،آر) و ہندوستان میں امن کا جج کے خطابات دینے کے علاوہ دو پشتوں تک دو سو ماہانہ شاہی وظیفہ جاری کر دیا۔

[بحوالہ سرسید کی تفسیر کا سرسری جائزہ، ماہنامہ وفاق المدارس ملتان ستمبر ۲۰۰۸ء]

شکم سے حضرت انسان نجات پا نہ سکے اب اپنے پیٹ میں ہیں پہلے ماں کے پیٹ میں تھے

[اکبر]

سرسید کے قابل اعتماد کی خیانت

سرسید احمد خان کا جو خاص قابل اعتماد امین منشی تھا ایک لاکھ پانچ ہزار میں اس پر خیانت ثابت ہوئی اس لئے سرسید کے آخری ایام خراب ہوئے اور اس کا بیٹا سید حامد بھی مرا تو صحت گرگئی۔ نزھۃ الخواطر یعنی الاعلام لمن فی تاریخ الھند من الاعلام ،الجزء الثانی لابی حسن علی ندوی۔

غیر مقلد محمد احسن مصنف مصباح الادلۃ کا انجام

غیر مقلدین کی تردید میں ایضاح الادلۃ شیخ الہند مولانا محمود احسنؒ کا لاجواب تصنیف ہے، یہ مصباح الادلہ

کا جواب ہے۔ ایضاح کے مقدمہ س پر ہے کہ مرزا کی وساطت سے اس کیلئے (۱۹) روپے دو آنے کی رقم کا چندہ ہوا۔ یہ اشتہاری ذلت ہے ورنہ مرزا آسانی سے پچاس روپے ماہواری دے سکتے تھے۔

مودودی صاحب کے ورثہ کا مال پر جھگڑا

روزنامہ جنگ راولپنڈی ۷ اپریل ۱۹۸۳ء لاہور ۶ اپریل مولانا مودودی مرحوم کے صاحبزادے سید حیدر فاروق مودودی نے اپنی والدہ محمودہ بیگم کے خلاف (۸۳) ہزار (۹۸۳) روپے کی عدم ادائیگی کا دعویٰ دائر کیا، مدعی نے اپنے دعویٰ میں لکھا ہے کہ اسکی والدہ جانشینی کے سرٹیفکیٹ کے تحت اپنے والد کے ترکہ سے اس کا حصہ ادا کرنے میں ناکام رہی ہے۔ مولانا مودودی مرحوم کی بنکوں میں چھوڑی ہوئی رقم دس لاکھ (۳۷) ہزار روپے میں اس کا حصہ ایک لاکھ، بیس ہزار ۹۸۳ روپے بنتا ہے جس میں سے اسے صرف (۲۷) ہزار روپے ادا کیا گیا ہے۔

غلام احمد قادیانی کا مال ودولت سے کھیلنے کی وجہ

علامہ احسان الٰہی ظہیر غیر مقلد نے اپنی مایہ ناز کتاب میں یہ راز فاش کیا کہ قادیانی کیوں مال و دولت سے کھیلتا ہے:

فسر منه المستعمرون ايما سرور و قدموا له كل المساعدات من الحمايه والمال حتى اعطوه اناس يتبعونه و يقلدونه فكان الرجل الذى ما راى طوال حياته ماة جنية يلعب بما لات الالوف يومياً۔ والمسكين الذى كان موظفاً بسيطاً لا ياخذ اكثر من خمس جنيهات فى الشهر و ينقل بطلب المعاش من بلد الى بلد و من قرية الى قرية يبنى قصورا شامخة و يركب عربات فحمة و ياخذ خدمه معاشا اكثر مما كان ياخذ سيده هم فهذا كله من بركات الاستعمار البريطانى. [القاديانية ۲۰-۲۱]

یعنی قادیانی سے انگریز حد درجہ خوش ہوا اور انہوں نے اس کیلئے مال و دولت کے خزانوں کے دہانے کھولے، یہاں تک اسکی تابعداری اور پیروی کرنے کیلئے اسے جیالے بھی دیئے تو جس شخص نے اپنی پوری زندگی میں سو روپے کی شکل بھی نہیں دیکھی تھی۔ روزانہ لاکھوں روپوں کے ساتھ کھیلتا تھا اور وہ مسکین

جس کا ماہنامہ مشاہرہ پانچ روپے سے زیادہ نہ تھا اور روزی کمانے کیلئے گاؤں گاؤں اور شہر شہر گھومتا پھرتا تھا اب اس نے بڑے بڑے بنگلے بنائے اور قیمتی گاڑیوں میں سواری کرنے لگ گئے اور اس کے نوکر چاکر اپنے گروسے بھی زیادہ آب ودانہ لینے لگ گئے۔ یہ سب فرنگی ٹولہ کی نوکری چاکری کے برکات ہیں۔

دورنگی کی وجہ

رفع العجاجۃ غیر مقلد مولوی وحیدالزمان کے ابن ماجہ کا شرح ہے وہ ذوالوجهين الذی یأتی هؤلاء بوجه والیٰ هؤلاء بوجه. حدیث کی تشریح کرتے وقت لکھتے ہیں ''رکابی مذہب اور خوشامد باز ایسا شخص کسی کام کا نہیں کوئی اس پر بھروسہ نہیں کرتا''۔ [رفع العجاجہ ۲:۱۸۳]

جیسا موسم ہے مطابق اس کے میں دیوانہ ہوں مارچ میں بلبل ہوں، جولائی میں پروانہ ہوں [اکبر]

دورنگی ٹولے کے سرغنہ عبداللہ بن ابی کی منافقت کیوں؟

امام بخاریؒ نے باب عیادة المریض ۲:۸۴۶ پر ایک لمبے واقعہ کے آخر میں لکھا ہے:

قال سعد: یا رسول الله اعف عنه واصفح فلقد اعطاك الله ما اعطاك ولقد اجتمع اهل هذه البحرة ان یتوجوه فیعصبوه فلما رد بالحق الذی اعطاك الله شرق بذاك الذی فعل به ما رائیت. [بخاری ۲:۹۱۶، مسلم ۲:۱۱۰، البدایہ والنہایہ ۳:۳۸۱]

(آپ ﷺ کے مراکب کے بیان ہیں) اور امام نوویؒ نے مسلم کی شرح میں لکھا ہے۔ معناه اتفقوا علی ان یجعلوه ملکهم وکان من عادتهم اذا ملکوا انسانا ان یتوجوه ویعصبوه.

سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے اللہ کے رسول، عبداللہ بن ابی سے عفو اور درگزر کر۔ آپ کو اللہ نے وہ سب کچھ دیا جو دیا۔ آپ کی آمد سے پہلے بحیرہ عرب کے لوگوں کا اتفاق تھا کہ اسکی تاج پوشی اور دستار بندی ہوگی۔ اور یہ سب کچھ اللہ نے حق کی بدولت دیا تو یہ تاج نہ ملنے کے غصہ کی وجہ سے آپے سے باہر ہوا اس لئے جو آپ نے اسکے بھیانک کردار کو دیکھا اسکی وجہ یہی ہے۔

لوگ عیسائی اور قادیانی کیوں بنتے ہیں؟

مفتی رشید احمد لدھیانویؒ لکھتے ہیں:

عیسائی مشنریاں، شفاخانوں، گھی، دودھ کے ڈبوں اور مختلف چیزوں کی تقسیم، روپے اور ملازمت کے لالچ میں لوگوں کو عیسائی بنارہی ہیں اس لئے اچھوت قومیں عیسائی مذہب اختیار کر چکی ہیں یہی طریقہ عیسائیوں سے قادیانیوں نے سیکھا بہت سے قادیانی ڈاکٹروں نے اپنی خدمات وقف کر رکھی ہیں، دوکانوں پر بورڈ لگے ہوئے ہیں کہ مریض کے گھر پر جاکر بلا فیس معائنہ کیا جاتا ہے۔ تقسیم کے ایام میں بعض قادیانیوں کو دیکھا کہ منوں کی مقدار میں روزانہ مہاجرین میں تازہ دودھ تقسیم کرتے تھے یہ ایک دو دن کا واقعہ نہیں بلکہ کئی مہینوں تک ان کا یہ معمول دیکھا گیا۔ عیسائی مشنریاں ڈبے کا دودھ تقسیم کرتی ہیں مگر قادیانی اس سے بڑھ کر تازہ دودھ تقسیم کرتے رہے تو کیا یہ عیسائی اور قادیانی اہل حق ہو سکتے ہیں؟ انہی عیسائی مشنریوں اور قادیانیوں کے طریقہ تبلیغ کی تقلید بعض مسلم جماعتیں بھی کرنے لگیں، یہ لوگ شفاخانوں اور مختلف مواقع پر امدادی فنڈوں اور تعاون کے ذریعہ لوگوں کو متاثر کرنے کی سعی کرتی ہیں۔ شرعی نظر سے صرف یہ کہ یہ چیز معیار حق نہیں بلکہ سرے سے یہ طریقہ تبلیغ غلط ہے، آپ نے کوئی احسان یا طمع دلاکر کسی کو اپنی طرف مائل کر لیا تو ایسے شخص کا کیا اعتبار؟ کل کوئی دوسری جماعت کوئی بڑی طمع دے کر اپنی طرف کھینچ سکتی ہے ایسے ہی اہتمام اعمال بھی معیار حق نہیں۔ [احسن الفتاویٰ ۱:۳۰۱]

مفتی صاحبؒ کی بات بالکل درست ہے۔ سورۃ النحل کی آیت ہے: ان تكو ن امة هي اربىٰ من امة. کی وجہ سے لوگ وعدے توڑتے ہیں اور دوسروں کے ساتھ رشتے جوڑتے ہیں۔

مرزا غلام مرتضیٰ قادیانی اور انگریز کا شاباش

قادیانی غداروں کی نشاندہی محمد طاہر رزاق ص ۱۲ پر ایک خط اس طرح منقول ہے:

تہور و شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان بعافیت باشندہ از آنجد کہ ہنگام مفسدہ ہندوستان موقوعہ کے ۱۸۵۷ء از جانب آپ کے رفاقت و خیر خواہی و مدد ہی سرکار ردولتمدار انگلشیہ در باب نگہداشت و بہرسانی اسپانی بخوبی منصۂ ظہور پہنچی اور شروع مفسدے سے آج تک آپ بدل ہوا خواہ

سرکار رہے اور باعث خوشنودی سرکار ہو الہذا تعلق اس خیر خواہی اور خیر سگالی کے خلعت مبلغ دوصد روپیہ سرکار سے آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب منشاء چٹھی صاحب کمشنر بہادر نمبر (۵۷۶ مورخہ ۱۸۵۸ء) پروانہ ہذا با ظہار خوشنودی سرکار و نیک نامی وفاداری بنام آپ لکھا جاتا ہے۔ (مرقومہ تاریخ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ء) نقل مراسلہ فنانشل کمشنر پنجاب مشفق مہربان دوستان مرزا غلام قادر رئیس قادیان حفظہ۔

نوٹ: اصل خط انگریزی میں ہے۔

باطل پرستوں کے دلفریب پیش کش

داستان ایمان فروشوں کی ایک قابل عبرت، ایمان افروز ناول ہے، اگر چہ بعض باتیں قابل گرفت اور بعض قطعاً غلط ہے، مثلاً عیسیٰ علیہ السلام کی وفات، پر صاد کرنا۔ لیکن مجموعی طور پر ذھن کو جھنجھوڑنے والا داستان ہے کہ سلطان صلاح الدین ایوبی اور نور الدین زنگی کے فتح بیت المقدس کے مقدس مشن میں برائے نام مسلمان حائل ہیں۔ مال و دولت اور لڑکیوں کا جال بچھا ہوا تھا۔ جب سلطان کہیں سے تیر کھاتا تو وہی منظر تھا۔

دیکھا جو تیر کھا کے کمین گاہ کی طرف اپنے ہی دوستوں سے ملاقات ہوگئی

ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ نے اسی بیت المقدس کے مشن کے موقع پر خوبصورت لڑکیوں کا طوفان دیکھا کہ مخالفین انہیں تربیت دے کر مسلمانوں کو اپنے نصب العین سے ہٹانا چاہتے تھے تو فوراً فرمایا: علیکم بسورۃ النور یعنی نظریں جھکا دو۔

آپ ﷺ کو مال و دولت، حکومت و سلطنت اور خوبصورت لڑکی سے شادی، بادشاہی اور مال و دولت کی پرزور پیش کش کی گئی تھی جیسا کہ مفسرین نے حم السجدہ کے اوائل اور ابن کثیر نے البدایہ والنھایہ میں لکھا ہے لیکن آپ ﷺ نے ان مشروط پیش کش بدبودار انڈوں کی طرف قطعاً التفات بھی نہ کیا اور ایک صحیح موحد کی یہی نشانی ہے۔

موحد چہ در پائے ریزی زرش چہ فولاد ہندی نہی بر سرش
امید و ہراسش نہ باشد زکس ہمیں است بنیاد توحید بس

اگر موحد کے جوتے سونے کا بناؤ یا ھندی تلوار اسکے سر پر رکھ دیں۔ترغیب وترہیب کے جھانسے میں وہ کبھی نہیں آسکتا،توحید کی بنیاد صرف اور صرف یہی ہے۔آپ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا:

لو وضعوا الشمس في يميني و القمرفي يساري على ان اترك هذاالامر ما فعلت .

[مختصر سیرۃ الرسول،البدایہ والنھایہ۲:۵۳]

میرے ہاتھوں پہ لاکر چاند سورج بھی اگر رکھ دیں مرے پاؤں تلے روئے زمین کا مال وزر رکھ دیں

مجھے یہ فرض ادا کرنا ہے اس سے ہٹ نہیں سکتا یہ بت جھوٹے ہیں میں جھوٹوں کو سچا کہہ نہیں سکتا

عورت کا جھانسہ

آپ ﷺ نے اگر لڑکیوں کے آفر کی وجہ سے اپنا موقف تبدیل نہیں کیا لیکن تف ہے ایسے نام نہاد موحد پر جو لڑکی کے رشتے ملنے یا اس کے لاج رکھنے کیلئے مذہب تبدیل کرنے لگتا ہے شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے فتاویٰ میں لکھا ہے: و لا ريب ان التزام المذهب او الخروج منها ان كان لغرض دنيوي ... الخ [فتاویٰ ابن تیمیہ۲۵:۲۲۲]

بے شک چاہے مذہب کا التزام ہو اور یا اس سے باہر جانے کا التزام ہو اگر یہ دنیوی اغراض کی وجہ سے ہو تو یہ مہاجر ام قیس کا مصداق بنے گا اور یہ کاروائی ناجائز ہے۔

علامہ شامی کا حوالہ

شامی میں ایک مسئلہ ہے: باب القبول و عدمہ اول درمختار کی عبارت ملاحظہ کیجئے:

و لا من انتقل من مذهب ابي حنيفة الى مذهب الشافعي . [شامی۴:۵۲۹]

اگر حنفی مذہب سے شافعی مسلک اپنانے پر چلا گیا تو اسکی گواہی قبول نہیں۔اب یہاں دو اشکال بالکل واضح ہیں۔

[ا] یہ تو صحیح ہے کہ التزام مذہب واحد نص قطعی کا حکم نہیں۔اور چاروں مذاہب میں سے ایک مذہب میں ہوتے ہوئے ایک محقق عالم دین کو مکمل مذہب کی تبدیلی جائز ہے چاہے حنفی،شافعی بنے یا عکس،صاحب الدر نے صرف ایک طرف کیوں ذکر کیا۔یہاں تک کہ ایک متعصب حنفی نے تعزیر کی بات نقل کی اگر

شافعی حنفی بنتا ہے تو غلط ہے۔

[۲] یہ تبدیلی جب کوئی تحقیق کے بعد ایک تبحر عالم کرے تو یہاں اسکی حوصلہ شکنی کیوں کی گئی ہے؟

علامہ شامی دونوں سوالوں کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں: یستوی فیه الحنفی والشافعی کہ دونوں طرف کی بات ہے۔ ''ون وے'' نہیں آگے لکھا ہے: و قیل انتقل الی مذهب الشافعی لیز وجه له اخاف ان یموت مسلوب الایمان لأهانته للدین لجیفة قذرة ---الخ

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اگر مذہب کی تبدیلی صرف شادی رچانے کیلئے ہو میں ڈرتا ہوں کہ اس کا خاتمہ کفر پر کہیں نہ ہو کیونکہ سڑے ہوئے گندے مردار دنیا کیلئے دین کی اھانت اس نے کتنی دلیری سے کی، اگر کوئی اس کا انکار کرے کہ ایسا نہیں ہوسکتا تو اسکی تسلی کیلئے ایک حوالہ دیتا ہوں۔

شیخ عبدالسلام مدظلہ کا بے لاگ تبصرہ

شیخ موصوف نے موضع پلوسئی میں غیر مقلدین کے خلاف ایک تقریر کی تھی۔ مانتا ہوں کہ انہوں نے وہاں جو دینی مسائل بیان کئے ہیں۔ ان مسائل سے رجوع کیا ہے۔ لیکن جب کسی کے متعلق دلیرانہ ذاتی انکشاف کیا ہو تو وہاں رجوع، کذب بیانی کے مترادف ہوگا یا کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما سمع کا مصداق بنے گا اور شیخ صاحب کے متعلق اس طرح کہنا درست نہیں تو ایک نفس الامری حقیقت اس تقریر کے اقتباس سے ذکر کرتا ہوں۔ ان کی یہ تقریر ''غیر مقلدین کا اپریشن '' کے نام سے عبداللہ توحیدی نے قلم بند کیا ہے اور نو جوانان اشاعت التوحید والسنۃ کراچی نے پشتو میں اسے شائع کیا ہے۔

چا له خو یوتن لور خور ورکړی ده چه راځه ته غیر مقلد شه هغهٔ وئیل ښه . یوله یوتن خور ورکړه نو هغه غیر مقلد شو .

ترجمہ: کسی کو کسی نے بہن دیا، بیٹی دیا ہے کہ آؤ غیر مقلد بنو اس نے کہا ٹھیک ہے ایک کو ایک شخص نے بہن دیا تو وہ غیر مقلد بن گیا۔

بیوی کیلئے اہل السنّت کے مسلک کو اللہ حافظ

حافظ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے:

عمران بن حطان الخارجی کان اولا من اھل السنة والجماعة فتزوج امرءة من الخوارج حسنة جمیلة جداً فاحبھا و کان ھو دمیم الشکل فاراد ان یردھا الی السنة فابت فارتد منھا الی مذھبھا [البدایہ والنہایہ ۵:۶۵]

عمران اول اہل السنّت میں سے تھا خوارج کی لڑکی کے ساتھ نکاح کیا جو انتہائی خوبصورت تھی اسکے دل میں سما گئی اور عمران بدشکل تھا ارادہ کیا کہ لڑکی سنیہ بنائے وہ انکار کرنے لگی تو یہ بھی مرتد ہو کر بیوی کا مذہب اختیار کرنے لگا۔

مدرسہ کے نام تعاون اور چندہ

مدارس اور مساجد کیلئے چندہ دینا مطلوب عمل ہے چاہئے کہ ایک سرمایہ دار اور مخلص بلا مطالبہ اپنے حلال مال سے قریبی مسجد و مدرسہ یا دور دراز ایک مدرسہ کیلئے خوشی سے چندہ دے کر اسے مذہبی فریضہ سمجھیں۔ لیکن آج کل کبھی انسان شک میں پڑتا ہے کہ چندہ برائے مدرسہ ہے یا مدرسہ برائے چندہ۔ اور کبھی مہتمم کمیشن کے طور پر اس چندہ سے تہائی یا پانچواں حصہ وصول کرنا اپنا حق سمجھتا ہے۔ چندہ دیتے وقت اس کا خیال رکھیں کہ مہتمم صاحب زکوۃ کا رقم مسجد یا مدرسہ کی تعمیر پر خرچ نہ کریں۔ کیونکہ فتاوی دین خالص ۸:۲۰۷ پر ہے: ولا یراد بہ کل المشانخ الخیریہ.

اور ص ۲۰۸ پر لکھا ہے کہ مساجد و مدارس کی تعمیر میں زکوۃ کے رقم کو درست سمجھنا:

لا دلیل علیہ لا من کتاب و لا من سنة صحیحة و لا سقیمة ولا اجماع و لا رای صحابی و لا قیاس صحیح ولا فاسد.

اسی طرح ص ۲۱۲ پر بھی انکی تحقیق یہی ہے۔ اگر مہتمم صاحب کو معلوم ہو کہ فلاں صرف حرام کماتا ہے اور اس سے چندہ بھی وصول کرتا ہے تو یہ حق پرستی کند چھری سے ذبح کرنا ہے۔ مثلاً اگر کسی کی تحقیق ہو کہ تمباکو کاشت کرنا درست نہیں اور اسکی تجارت حرام ہے، نسوار حرام ہے اور پھر حرام سمجھتے ہوئے اسکی آمدنی سے زکوۃ یا زکوۃ

کے علاوہ اور کوئی چندہ وصول کرتا ہے اور یا اُسے جزاک اللہ خیراً کہتا یا لکھتا ہے تو مقام افسوس ہے۔

تمباکو کے کاروبار کی حرمت یا اباحت

فتاویٰ دین خالص ۸:۱۷۷ پر ہے: زرعها حرام و بیعها حرام و الاتجار فیها حرام.

تمباکو کاشت کرنا حرام ہے اس کا بیچنا حرام اور اسکی تجارت حرام ہے۔ اب ٹربل حرام کے فتویٰ لگانے کے بعد ان تینوں قسم لوگوں سے چندہ وصول کرنا چوری اور سینہ زوری ہے۔ باقی مسائل میں جب محقق کی تحقیق پسند ہے تو یہاں اس سے کبوتر کی طرح آنکھیں چرانا اور وہ بھی دنیوی مفادات کے خاطر اس کا مصداق اگر نہیں کہ جادو وہ ہے جو سر چڑھ کر بولے۔ تو کیا ہے۔

علماء دیوبند کا تمباکو کے متعلق فتویٰ

مفتی عزیز الرحمٰنؒ رقمطراز ہے: تمباکو کھانا، پینا، سونگھنا مباح ہے مگر غیر اولیٰ جس کا حاصل یہ ہے کہ مکروہ تنزیہی ہے اور تجارت تمباکو کی درست ہے۔ [فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ۷: ۲۳۶]

مفتی محمد شفیع نوراللہ مرقدہ لکھتے ہیں: البتہ اگر بلا ضرورت پیئے تو مکروہ تنزیہی ہے اور ضرورت میں کسی قسم کی کراہت نہیں۔ [فتاویٰ دارالعلوم: ۲۹۲]

مولانا حسین احمد مدنیؒ لکھتے ہیں: یہ جملہ بزرگان دین تمباکو کے استعمال پر سوائے کراہت تنزیہی اور خلاف اولیٰ کے اور کوئی حکم نہیں فرماتے۔ [الشہاب الثاقب ۱: ۸۲]

عزیز الفتاویٰ میں ہے: تمباکو کا استعمال مباح ہے [عزیز الفتاویٰ: ۲۱۴]

مقصد یہی ہے کہ حرام کہنے والے اس قسم چندہ سے احتراز کریں۔

مولانا عبدالحی لکھنوی کا فتویٰ

فقه اهل العراق و حدیثهم: ۳۳۵ پر ہے:

الشیخ محمد عبد الحئی الکهنوی اعلم اهل عصره با حادیث الاحکام المتوفی ۱۳۰۴ھ الا ان له بعض آراء شاذة لا تقبل فی المذهب ۔الخ

شیخ عبدالحی لکھنوی اپنے زمانے میں احکام کے احادیث کا بڑا عالم تھا مگر اس کے بعض شاذ آراء مذہب میں قبول نہیں کئے جاتے ہیں۔اسی طرح فتاویٰ دارالعلوم دیوبند میں تقریباً موجود ہے ان کے ہم عصر کا التنسیق النظام حاشیہ میں ان تحقیقات کا جواب ہے جو التعلیق الممجد میں مختلف مقامات پر مولانا لکھنوی رقم فرما چکے ہیں نیز علامہ لکھنوی تو سماع الموتی، ذکر بالجہر حرمت النبی، اور ذات کے توسل نیز شکم مادر سے عرش پر قلم کے آواز سننے کے بھی قائل تھے۔

تمباکو کے متعلق مجموعہ فتاویٰ قدیم ۱:۲۲۹ پر ہے :قول حرمت لا یعبا به است ....الخ

فرماتے ہیں حرمت دلیل قطعی پر موقوف ہے، ناک میں تمباکو ڈالنے کی کراہت پر بھی ایک معتبر دلیل قائم نہیں۔

نوٹ: علامہ عبدالحی کی طرح ابن ابی العز کی عبارات خصوصاً ''التنبیه علی مشکلات الهدایه'' کے زوردار نام سے بعض غیر مقلد احناف کو ڈرانے کی کوشش کرتے ہیں، حافظ قاسم ابن قطلو بغا امام ابن ہمام کے مایہ ناز شاگرد ہیں اور عرف الشذی میں شاہ انور نے ابن قطلو بغا کا قول نقل کیا ہے کہ ہمارے شیخ کے تفردات قابل قبول نہیں۔اسی ابن قطلو بغا نے اپنے وقت میں ''اجوبة عن اعتراضات ابن ابی العز'' کے نام سے کتاب لکھ کر اشکالات دور کئے ہیں۔

پیسہ مسجد یا مدرسہ کے تعاون سے سلفیت کی ترویج

ملک کے مایہ ناز رسالوں میں سے ایک ماہنامہ بینات کراچی ہے۔رجب المرجب ۱۴۲۱ھ نومبر ۲۰۰۰ء کے شمارہ کے ص ۴۰ پر ایک غیر مقلد نے دوسرے غیر مقلد کے نام ایک خط لکھا ہے، چند اقتباسات مطالعہ کیجئے، پورے خط دیکھنے کیلئے اصل رسالہ کی طرف رجوع کیجئے بندہ اصل رسالہ سے خط نقل کرتا ہے:

فضیلة الشیخ محمد ارشد سلفی وکیل جامعه ابن تیمیه مدینة السلام بهار (الهند)

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کچھ آگے جاکر لکھا ہے''میں نے حکومت سعودیہ کو یہ بات اچھی طرح باور کرادی ہے کہ جماعت سلفیہ کے

علاوہ ہندو پاک کی تمام جماعتیں گمراہ اور باطل پرست ہیں واللہ میرے نزدیک کسی غیر مسلم کو اسلام کی دعوت دینے سے زیادہ اہم ایک حنفی المسلک مسلمان کو راہ راست پر لانا ہے............آگے جا کر لکھتے ہیں: میں سمجھتا ہوں کہ اب حالات ساز گار ہو رہی ہیں اور ماضی میں آپ کو تحریک سلفیت کی راہ میں جن دشواریوں اور تلخیوں سے گزرنا پڑا تھا اسکی نوبت نہیں ہوگی، ڈھاکہ جامع مسجد کے امام صاحب سے آپ لوگوں نے جو خوشگوار رابطہ قائم کیا ہے اس سے یقیناً فائدہ ہوگا اب وہ انشاء اللہ آپ کی مخالفت کرنے کی حماقت نہیں کریں گے۔ضرورت ہو تو ان پر پیسے بھی خرچ کیجئے، وقتاً فوقتاً مسجد اور مدرسے کے نام پر ان کا تعاون کرتے رہے۔ یہ مادی دور ہے پیسے کے ذریعے بڑے بڑے مہم سر کئے جاتے ہیں اگر آپ کوشش کریں گے تو آپ کو ایسے بہت سارے مقلدین علماء مل جائیں گے، جو در پردہ آپ کی تحریک کی حمایت کریں گے ...الخ

والسلام! محمد لقمان سلفی ۵ جنوری ۲۰۰۰ء

چندہ کے متعلق مفتی شفیعؒ کا ایک فتویٰ

مفتی صاحب لکھتے ہیں: حقوق کے معاملہ میں جب تک خوش دلی کا اطمینان نہ ہو جائے کسی کا حق لینا جائز نہیں، مجمع کے رعب یا لوگوں کی شرم سے کسی کا خاموش رہنا رضا مندی کیلئے کافی نہیں اسی سے حضرات فقہاء نے فرمایا کہ کسی شخص پر اپنی وجاہت کا رعب ڈال کر کسی دینی مقصد کیلئے چندہ کرنا بھی درست نہیں کیونکہ ایسے حالات میں بہت سے شریف آدمی محض شرما شرمی کچھ دیتے ہیں پوری رضا مندی نہیں ہوتی اس طرح کے مال میں برکت بھی نہیں ہوتی۔[تفسیر معارف القرآن سورۃ توبہ ۴:۳۵۲]

نوٹ: بعض ایسے لوگ جو اپنا مسلکی ایجنڈا چندہ لینے والے عالم پر لاگو کرنا چاہتے ہیں۔ان سے چندہ لینا خودداری کا خون کرنا ہے۔

عبداللہ بن مبارک اور مذمت دنیا

عبداللہ بن مبارک کے کتاب الجہاد کے مقدمہ میں وفیات الاعیان ۳:۳۳ کے حوالہ سے یہ

اشعار نقل ہیں۔

قد یفتح المراء حا نو تا لمتجرہ وقد فتحت لك الحا نو ت با لدین

بین الا سا طین حا نو ت بلا غلق تبتا ع با لد ین اموا ل المسا کین

صیرت دینك شا ھینا تصید بہ و لیس یفلح اصحا ب الشوا ھین

کبھی آدمی تجارت کیلئے منڈی کھولتے ہیں (آج کل تو کارخانے بعض لوگ چلا رہے ہیں) اور تم نے دین کا دکان اپنے لئے کھول دیا ہے۔ مسجد (یا برائے نام مدرسہ) کے ستونوں کے درمیان ایسا دکان کھول دیا ہے کہ اسکو تالا لگانے کے بھی ضرورت نہیں رہتی۔ تم دین کے ذریعہ مساکین کا مال ہڑپ کرتے ہو، تم نے اپنے دین کو ایسا شاہین ٹھہرایا ہے کہ اسکے ساتھ تم شکار کرتے ہو۔ اور ایسے شاھین والے کامیاب نہیں ہوسکتے۔ لیکن اسکا مطلب یہ نہیں کہ ہر مدرسہ ایک بزنس اور کاروبار کے طور پر چلایا جاتا ہے۔ اچھے برے ہر طبقے میں ہوتے ہیں لیکن اکثر مدارس دین کے قلعے ہیں۔ جبکہ بعض مساجد دین اسلام کی اشاعت کے مراکز ہیں۔ ہاں اگر کسی نے اپنے خاص بڑوں کے مدارس منڈیوں کی شکل میں دیکھے ہو تو اس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ انما الا عما ل با لنیات ہے۔ عبداللہ بن مبارکؒ کے اس قسم کے دیگر اشعار تاریخ بغداد ۶:۲۳۶ پر بھی درج ہیں۔

شہر بن حوشب بعض کے ہاں مجروح کیوں؟

اگر چہ بعض نے شہرؒ کی توثیق کی لیکن اچھے خاصے افراد نے صرف ایک واقعہ کی وجہ سے اُسے مجروح کردیا ہے: کا ن شھر علی بیت الما ل فاخذ منہ دراھم فقال قائل:

لقد با ع شھر دینہ بخر یطۃ فمن یا من القراء بعدك یا شھر

البدایہ والنھایہ ۹:۲۰۵ طبع پشاور اور صیانۃ الانسان علامہ موصوف بیت المال کا محافظ تھا چند دراہم جب اس سے لئے تو کہنے والے نے کہا، کہ شھر نے اپنا دین پیسوں کی تھیلی پر بیچا تو آپ کے بعد اے شہر قابل اعتماد کون رہا ؟ اور جن بعض نا عاقبت اندیش لوگوں نے دین نیلام کر کے جعلی عزت بنائی کیا وہ مجروح نہیں ہونگے، بعض علماء جرح وتعدیل کی تحقیق تو یہ ہے کہ اگر کسی محدث کے تین جھوٹ ثابت ہوئے تو

ان سے حدیث مت لو اور جن کے (۱۳) وہ جھوٹ جو ریکارڈ پر ہے ثابت ہوا اور وہ توریہ کے ضمن میں بھی قطعاً نہ آسکے کیا اس سے روایت لینے پر فخر کیا جائے گا؟ ایں چہ بوالعجبی است

حق ماننے میں رکاوٹ مال و دولت اور اکرام

اکثر مفسرین نے سورۃ آل عمران کے اوائل میں ایک واقعہ لکھا ہے، جس کا ذکر "السیرۃ النبویۃ لابن ہشام ۲: ۲۲۳، السیرۃ النبویۃ لابن کثیر ۴: ۱۰۷، زاد المعاد ۳: ۴۵، اور البدایہ والنھایہ ۳: ۶۰ پر ہے۔

ابو الحارثہ بن علقمہ : کان ملوک الروم قد اکرموہ و شرفوہ ....الخ

روم کے بادشاہ اسکی عزت کرتے اور اسے ایک معزز شخصیت سمجھتے تھے، اور اسکے آب و دانہ کا خیال کرتے تھے کیونکہ علم و اجتہاد اور دین میں اسکو نابغہ روزگار سمجھا جاتا تھا، وفد نجران جب آپ ﷺ سے بحث و مناظرہ کے لئے جا رہے تھے اس وفد میں ابو حارثہ اور اسکا کم سن بھائی کرز بن علقمہ اپنے اپنے خچر پر سوار تھے بھی موجود تھے، تو ابو حارثہ کے خچر کو ٹھوکر لگی چھوٹے بھائی کرز کے منہ سے بے اختیار نکلا کہ (العیاذ باللہ) پیغمبر مردہ باد۔ تو ابو حارثہ نے غصہ سے کہا تیری ماں کا ستیاناس ہو۔ بھائی نے پوچھا کیوں؟

ابو حارثہ نے کہا: انہ واللہ النبی الذی کنا ننتظرہ۔

اللہ کی قسم یہ یقیناً وہی پیغمبر ہے، جس کا ہم انتظار کرتے تھے۔ تو بھائی نے کہا کہ علم و معرفت کے باوجود تم کیوں انکار کرتے ہو تو بڑے بھائی نے انکشاف کیا: لأن ھٰذہ الملوک اعطونا اموالا کثیرۃ و اکرمونا فلو آمنا بمحمد ﷺ لاخذوا منا کل ھٰذہ الاشیاء۔

وجہ یہی ہے کہ یہ بادشاہ ہمیں بہت مال دیتے ہیں اور ہماری عزت کرتے ہیں اگر ان پر ہم ایمان لائے تو آئندہ مال و اکرام موقوف ہونے کے علاوہ ماضی کا دیا ہوا سب کچھ ہم سے واپس لیں گے ۔ یہی حقیقت جب اسکے بھائی کرز کے دل میں جاگزین ہوئی تو بعد میں اسلام لے آئے۔

پرویز مشرف کا سب سے پہلے پاکستان

موصوف اپنی کتاب سب سے پہلے پاکستان: ۲۹۷ پر رقمطراز ہے:

سی، آئی، اے سے صرف یہ پوچھنا چاہئے کہ وہ کتنی انعامی رقم ادا کر چکے ہیں، انہیں خود ہی

بہتر اندازہ ہوجائے گا کہ ہم نے کتنا زیادہ کام کیا ہے۔

یہ ہے اسلام کے دیوار میں چھید اور رخنہ ڈالنے والے کا اعتراف۔ پھر نہ کہنا کہ ہمیں خبر نہ ہوئی اور دوسری طرف خطیب بغدادی نے عنان بن مسلم کے متعلق اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ اسکو کہا گیا کہ ایک راوی کو عادل اور غیر عادل دونوں مت کہو اور دس ہزار دینار آپ کو پیش کئے جائیں گے اس مردمومن نے دوٹوک الفاظ میں جواب دیا: لا ابطل حقا من الحقوق کہ دینار کی وجہ سے میں کسی کا حق باطل نہیں کرسکتا۔

یا تنگ نہ کر بجھ کو ناصح ناداں اتنا
یا چل کر دکھادو، دہن ایسا کمر ایسی

سرور کائنات ﷺ پر جادو کیوں؟

ومن شر النفاثات فی العقد کی تشریح کرتے وقت تفسیر جمل کی عبارت ہے کہ لبید یہودی جوانتہائی جادوگر تھا اولاً آپ ﷺ پر جادو کرنے سے انکار کرنے لگا تھا، لیکن دینار کی چمک نے اس بدبخت کو اور بھی روسیاہ بنایا۔ و نحن نجعل لك جعلا علي ان تسحره لنا سحرا ينو ثر فيه فجعلو اله ثلا ثة دنا نير .

کہ یہ سارا چکر صرف تین دینار کا تھا۔ اس سلسلہ میں مقامات کا المعاملة الثالثة الدينارية پر طائرانہ نظر فائدہ سے خالی نہیں۔ اسی یہودیت کے ایجنڈا پر چلنے والے علماء سوء میں سے ایک مولوی فضل رسول ہے المتوفی ۱۳۳۱ جن کی کتاب سیف الجبار علی اعداء الابرار ہے یہ انگریز کا ہندوستان میں زرخرید غلام تھا جب کہ حجاز میں احمد زینی دحلانؒ جس کی کتاب خلاصۃ الکلام ہے یہ بھی سیم وزر کا حریص تھا۔

اکمل التاریخ کا حوالہ

اسی تاریخ کے میں ہے: مولانا فضل رسول کے خاندان کے مرید محمد یعقوب حسینی القادری لکھتے ہیں: نواب محی الدولہ صاحب نے کوشش کر کے (۱۷) روپیہ یومیہ مقرر کرادئے، اس وقت سے یہ روپیہ اب تک گیارہ روپے روزانہ کے حساب سے ریاست فرخ نہاد کیلئے برابر جاری ہے جسکی تعداد سرکاری سکہ سے (۲۶۰) روپے ماہوار کے قریب ہوئی۔ [اکمل التاریخ ۲: ۳۷] دیکھئے تاریخ رضاخانیت۔

سر جارج کننگھم کی ڈائری کا حوالہ

نیشنل عوامی پارٹی کا رہبر خان عبدالولی خان اپنی کتاب حقائق، حقائق ہیں: ص ۱۲۵ پر کننگھم کی ڈائری سے انگریزی کا ایک خط نقل کر کے ترجمہ یوں کرتے ہیں کہ سوات، بونیر، مردان اور رانی زئی کے ملا اس وقت سوات وزیر اعظم حضرت علی کے حوالے تھے۔

ترجمہ: سوات کے وزیر اعظم نے مجھے ان ملاؤں کی لسٹ بھیجی جن کے ذریعہ سے وہ کام کر رہا تھا وہ ان کو تقریباً (۱۵) روپیہ ماہوار معاوضہ دے رہا ہے۔ اور کننگھم مطمئن تھا کہ سوات کا وزیر اعظم حضرت علی اپنا کام نہایت خوش اسلوبی سے کر رہا ہے لکھتا ہے۔

ترجمہ: سوات کے وزیر اعظم حضرت علی سوات اور بونیر میں بہترین کام انجام دے رہے ہیں اس نے پیر بابا زیارت کو بھی استعمال کیا، غلام حیدر شیر پاؤ میں اپنے علاقے میں اچھا کام کر رہا ہے، حضرت علی نے اب مقام سوات، بونیر اور مردان کے ضلع میں اپنی کارکردگی بڑھائی ہے۔

ایسے موقع پر علامہ اقبال پھر یاد آتا ہے:

اے زائران حریم مغرب ہزاروں رہبر بنے ہمارے ہمیں بھلا ان سے کیا واسطہ جو تجھ سے ناشنا ہے

دو درہم کیلئے ردو کد

عباسی حکومت کا معمار صادق یعنی ابو جعفر منصور دوانیقی کے متعلق حاکم نے اپنی کتاب معرفۃ علوم الحدیث میں یہ لطیفہ نقل کیا: ان ابا جعفر المنصور کان یدخل طلب العلم قبل الخلافۃ فتـــالخ لکھا ہے کہ اس زمانہ میں کسی محدث کے مکان میں ابو جعفر داخل ہونے لگا ان کے دروازہ پر دربان نے کہا کہ میں یوں اندر جانے نہ دوں گا جب تک دو درہم میرے حوالہ نہ کرو گے۔ ابو جعفر جیسے بخیل کیلئے اور وہ بھی طالبعلمی کے دنوں میں دو درہم ادا کرنا آسان نہ تھا لیکن علم کا شوق بھی غالب تھا۔ دربان سے خوشامد کر کے کہا کہ میں بنی ہاشم کے خاندان کا آدمی ہوں پھر بھی نہ مانا۔ اور درہم کا تقاضا جاری رکھا۔ ابو جعفر نے کہا کہ میں آپ کے چچا (عباسؓ) کے خاندان کا آدمی ہوں پھر بھی نہ مانا تب ابو جعفر نے کہا کہ

میں قرآن کا عالم ہوں متاثر نہ ہوا۔ ابو جعفر نے کہا کہ میں فقہ اور فرائض کا عالم ہوں لیکن دربان کم بخت پر کچھ اثر نہ ہوا اور مجبوراً دو درہم دیئے۔ قصہ گزرا لیکن ابو جعفر کے ساتھیوں کو اس ردو کد کا جب علم ہوا کہ (۲) درہم کے واسطے اس شخص نے بنی ہاشم، رسول، قرآن، فرائض اور فقہ ساری چیزوں کی آڑلی اور وسیلہ بنا کر کام نکالنے کی ناکام کوشش کی تو لوگوں نے اسکو اس دن سے دانق (پیسہ) جسکی جمع دوانیق ہے، کی طرف منسوب کیا اور دوانقی کی نسبت سے وہ خوش بھی تھے۔ [تدوین حدیث از مولانا مناظر احسن گیلانی]

میلاد اور نعت خوانی کا نذرانہ

آج کل بریلیوں اور بریلوی نما مولویوں کا مروجہ محافل میلاد منعقد کرنا ایک بدعت ہے۔ مفتی انتظام اللہ شہابی نے علماء کی حق گوئی نامی کتاب کے ص ۹۰ پر لکھا ہے:

مولانا غلام امام شہید نے میلاد شریف آگرہ کے قیام میں لکھا۔ نواب محی الدولہ نے ایک ہزار روپیہ زادراہ سفر کیلئے حیدرآباد سے بھیجا۔ وہاں پہنچ کر نعت خوانی کی مجلس قائم کی بڑی قدر ومنزلت ہوئی۔ نظام سرکار نے چارصد روپیہ سالانہ بلاشرط خدمت مقرر کیا، دکن سے حرمین شریفین گئے۔ راجہ پرشاد متخلص بہ باقی نے نذرانہ سفر، حج کیلئے پیش کیا، نواب مختار الملک بہادر نے بھی زادسفر کیلئے معقول رقم بطور نذرانہ دی، بخیروخوبی منزل مقصود پہنچے، وہاں میلاد کی محفلیں قائم کیں۔

ابن دحیہ اور ہزار دینار

حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے کہ مظفر ابو سعید کو کبری عید میلاد منا تا تھا اور ہر سال اس پر تین لاکھ خرچ کرتا تھا (آج کل کے بادشاہ بھی ابو سعید کا نقل کر کے عشق رسول کے دعویٰ میں یہی بدعت میلاد منعقد کرتے ہیں) اس موقع پر حلوی کے تیس ہزار پلیٹ تیار کیا کرتے تھے اور مکھن کے ایک لاکھ پلیٹ ہڑپ کئے جاتے تھے اور ظہر تا عصر محفل سماع کے موقع پر یرقص بنفسہ معھم ان جعلی صوفیہ کے ساتھ ناچتے تھے۔

وقد صنف الشیخ ابو الخطاب ابن دحیہ له مجلدا فی المولد النبوی سماہ التنویر فی مولد البشیر النذیر، فاجازه علی ذالك بالف دینار.

شیخ ابوالخطاب ابن وحیہ نے بادشاہ کیلئے ''تنویر'' نامی کتاب مولد نبوی کے متعلق تصنیف کی اور بادشاہ نے اسے ہزار درہم سے نوازا۔ [البدایہ والنہایہ ۷:۱۶۰]

حافظ ابن کثیر نے لکھا ہے:

قلت قد تکلم الناس فیہ با نواع من الکلام و نسبہ بعض العلماء الی وضع الحدیث. [البدایہ والنہایہ: ۱۷۰]

میں کہتا ہوں ابن وحیہ متکلم فیہ راوی ہے اور بعض علماء نے اسے منگھڑت احادیث بنانے کی طرف منسوب کیا۔ نیز شاہ انور ؒ نے بھی اس پر کلام کیا ہے۔

یحیٰ ابن معین کی حق پرستی

حدیث کے راویوں میں سے ایک بابلتی ہے۔ امام بخاریؒ نے کتاب الحج میں ان سے ایک معلق روایت نقل کی ہے۔

شاہ انور نے لکھا ہے: ھو عندی من رواۃ الحسن و نقل ابن معین لما بلغ الی الشام اھدی الیہ البابلتی من النقد وغیرہ شیأ.

ابن معین نے نقل کیا ہے کہ جب میں ملک شام پہنچا، تو اس نے بابلتی کو نقد رقم اور دیگر چیزیں ہدیہ کے طور پر پیش کیا۔ ابن معین ؒ نے غیر نقد لے کر درہم کا ''ہدیہ'' ٹکرایا بعد میں ان سے کسی نے بابلتی کے متعلق پوچھا۔ فرمایا:

واللہ ان ھدیۃ طیبۃ و لکن ما سمع من الا وزاعی شیأ. [فیض الباری ۲:۲۰۲]

قسم ہے کہ ان کا ہدیہ بڑا لذیذ تھا لیکن اس نے امام اوزاعی سے کچھ بھی نہیں سنا ہے۔

اس واقعہ میں ہمارے لئے پیغام ہے کہ اگر کہیں شامی کباب، مچھلی، اور دنبے کے گوشت کھانے کا موقع بھی ملے تو آپ کی حق پرستی ان چیزوں میں گم نہ ہو جائے

دراہم کی وجہ سے فتویٰ کی تبدیلی

علامہ شاطبیؒ نے کتاب الاعتصام میں لکھا ہے (یاد رہے اس کتاب کی تعریف تفسیر احسن

الکلام میں بھی موجود ہے) کہ علامہ خطابی نے بعض علماء کا قول نقل کیا ہے کہ اگر علماء میں کسی نے ایک مسئلہ میں جواز کا قول کیا ہو تو مسئلہ کی نوعیت کیا ہوگی ۔اس کتاب کا حاشیہ جناب رشید رضا نے بعض عبارات پر تعلیق کی صورت میں کیا ہے۔[الاعتصام۲:۳۵۳]

دوسری صفحہ پر لکھتے ہیں:

و من فروع هذه البدعة ان بعضهم ليستحل ان يجعل المرجح لأحد القولين في الفتوى ما يعطيه المستفتون من الدراهم فاذا جاء مستفتيان في مسئلة واحد فيها خلاف يطلب احدهما الفتوى بالجواز اوالحل والاخر الفتوى بالمنع اوالحرمة، يفتي من كان منها اكثر بذلاً للمفتي فهو تارة يفتي بالحل و تارة يفتي بالحرمة، والقاعدة في ذالك ماصرح به بعض الفقهاء في بعض الكتب التي تدرس في الازهر و هو نحن مع الدراهم قلة و كثرة قال هذا في مسئلة اختلف علماء المذهب جاز ان يكون السحت هو المرجح في الفتوى ،ولا حول و لا قوة الا بالله العلي العظيم .

ترجمہ:اس بدعت کے فروع میں سے ایک یہ ہے کہ ان میں سے بعض (دو) اقوال میں سے ایک کو وجہ ترجیح فتویٰ دیتے وقت وہ تحقیق سمجھتے ہیں جو پوچھنے والے ان کو دراہم کی شکل میں دیتے ہیں اگر دو پوچھنے والے کسی اختلافی مسئلہ میں آئے ان میں سے ایک خصم "جواز" کا اور دوسرا منع یا حرمت کا طلبگار ہوتا ہے تو جو مفتی کو زیادہ مال دے تو اسکے مطابق کبھی حلت اور کبھی حرمت کا فتویٰ دیتا ہے اور اس فتویٰ دینے کا وہی ضابطہ ہے جو جامعہ ازہر کے نصاب میں داخل بعض کتابوں میں ان کے بعض فقہاء نے ڈنکے کی چوٹ پر بیان کیا ہے۔کہ ہم تو دراہم کے کم یا زیادہ کرنے سے بدلتے رہتے ہیں۔اور یہ اختلافی مسئلہ میں اس فقیہ کا وطیرہ ہوتا ہے جب مذہب میں دونوں متضاد باتیں درست ہو سکتے ہیں ،تو فتویٰ میں پھر ترجیح کا سبب یہی رشوت اور حرام بنایا جائے۔ولا حول ولا قوة الا بالله العلي العظيم۔

روپیہ نے ابوطالب کو مومن بنایا

صیانۃ الانسان کے مقدمہ میں بھی رشید رضا صاحب نے لکھا ہے:

صاحب البراهين القاطعة على الظلام الانوار الساطعة ان شيخ علماء مكة فى زماننا (قريب من سنة ۱۳۰۳ھ) قد حكم اى افتىٰ با يمان ابى طالب و خالف الاحاديث الصحيحة لانه اخذ الرشوة الربابى القليلة من الرافضى۔

اصل کتاب البراہین القاطعہ کے ص ۹ پر مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے لکھا ہے: اگر ان کے عصیان سے کوئی مطلع کر دیوے تو مارنے کو موجود ہو جائیں، شیخ العلماء نے جو معاملہ ہمارے شیخ الہند مولاناؒ کے ساتھ کیا وہ کسی پر مخفی نہیں اور بغدادی رافضی سے کچھ روپیہ لے کر ابو طالب کو مؤمن لکھ دیا بخلاف روایات صحیح احادیث کے۔

دوستی، دشمنی اور بغض وحسد کیوں؟

علامہ اقبال فرماتے ہیں: ہوس نے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے نوع انسان کو۔ دور حاضر کے حقیقی فقیر اور صحیح پیرومرشد بابا سید غلام النصیر چلاسی مدظلہ نے آج کل کی سیاست کا خلاصہ کتوں کے مردار پر لڑنا بتلایا ہے۔

چوں مے پرسی سیاست از ملنگی — سگاں را ہست برمردار جنگے

ملاعلی قاریؒ نے مرقات میں لکھا ہے:

التحاسد باعث التباغض و كلها نتيجة حب الدنيا فتزول كل هٰذه العيوب بزوال محبة الدنيا على القلوب.

بغض کا باعث ایک دوسرے کے ساتھ حسد کرنا ہے اور یہ سب دنیوی محبت کا نتیجہ ہے تو عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتر کر ان تمام عیوب کے ختم کرانے کا سبب بنے گا اور لوگوں کے دلوں سے دنیا کی محبت نکال دے گا

کتوں کی محبت اور دشمنی کیوں؟

ابن عساکرؒ نے اپنی تاریخ دمشق میں احمد بن عمار ابو بکر الاسدی کے ترجمہ میں ایک واقعہ لکھا ہے:

خرجنا مع طالب علم فى جنازة و معه جماعة من اصحابه راى فى طريقه كلابا مجمعة بعضها مع بعض و يتمرغ عينه و لحييه فالتفت الىٰ اصحابه فقال انظروا الىٰ هذه الكلاب، ما احسن اخلاق بعضها مع بعض ثم عدنا من الجنازة و قد طرقت جيفة و

تلك الكلا ب مجمعة عليها و هي ما يتها رش بعضها مع بعض و يخلف هذ امن هذا و يهوى عليه فا لتفت الى أصحا به فقال لهم قدر أيتهم يا أصحا بنا : متى لم تكن الد نيا بينهم فانتم أخوان و متى وقعت الد نيا فيكم تها رشتم عليها تها رش الكلا ب على الجيفة .

ترجمہ: طالبعلموں کے ساتھ ہم ایک جنازہ کے ساتھ جارہے تھے جب شیخ نے راستہ میں کتوں کو اکٹھا دیکھا، بعض، بعض کے ساتھ کھیلتے ہیں اور ایک دوسرے کے جبڑوں اور آنکھوں کو چاٹ رہے تھے، تو شیخ نے شاگردوں کی طرف منہ موڑ کر فرمایا، ان کتوں کو دیکھو۔ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ ان کا رویہ کتنا اچھا ہے پھر جب جنازہ سے ہم پلٹ کر آرہے تھے تو ایک مردار پھینکا گیا تھا اور یہی کتے اس پر جمع تھے اور بعض کتے، دوسروں پر حملہ کرتے تھے اور ہر ایک دوسرے سے نالان اور بیزار تھا اس شیخ نے پھر شاگردوں سے کہا کہ اے ساتھیوں تم نے یہ ماجرا دیکھا جب دنیا تمہارے درمیان نہ ہو تو تم بھائی ہوں گے اور جب دنیوی مفادات آئے تو تم اس طرح اس پر لڑو گے جیسے یہ کتے اس مردار پر لڑتے ہیں۔

شیخ موصوف نے سچ فرمایا بلکہ ایک موقع پر ہم نے خود سنا کہ ایک موقع پر کہا گیا کہ فلاں الکلب العقور یعنی کاٹنے والا کتا ہے پھر بعض وجوہات کی وجہ سے اس عالم کے متعلق کہا گیا کہ محقق اور شیخ فا نا لله و انا اليه راجعو ن .

ہمارے اسلاف کی تاریخ میں امام مالک اور امام بخاری کا دوٹوک موقف سب کے سامنے ہے حاکم اور وقت کے بادشاہ کو ناراض کیا لیکن اپنی خودداری پر آنچ نہ آنے دیا۔

فراء کا دوٹوک جواب

شیخ المشائخ علامہ محمد طاہر رحمہ اللہ الغافر نے بےنظیر کتاب ''نیل السائرین'' کے ص ۷۴ پر لکھا ہے کہ ایک ایسے موقع پر فراء نے کہا:

لن تراني بك العيو ن ببا ب　　ليس مثلي ينطق ذل الحجا ب

يا اميرا على جر يب من الا ر　　ض له تسعة من الحجا ب

اس دروازہ پر آنکھیں مجھے کبھی نہیں دیکھ سکے گا میرا جیسا شخص اس طرح کی ذلت وصعوبت کیسے

برداشت کر سکتا ہے اے امیر، ایک جریب زمین پر تم نے نو پہرہ دار بٹھائے ہیں۔
اور شیخ محترم اپنے خاص انداز میں فرماتے تھے" فراء او چه موری" فراء خشک روٹی کھاتا ہے۔

جمعیت علمائے پاکستان اور خرد برد

سید محمود شاہ گجراتی جمعیت علمائے پاکستان کے اول نائب صدر ہیں۔ اس نے جمعیت کے مرکزی سیکرٹری جنرل عبدالستار خان نیازی صاحب کے نام ایک مراسلہ بھیجا تھا۔ تقاضوں کے باوجود بھاری رقوم کا حساب نہیں دیا، اس طرح انہوں نے لاکھوں روپے خرد برد کر لئے اور پنجابی، ہندوستانی میں تلخی پیدا کی
[روزنامہ مشرق ۲۶ ستمبر ۱۹۷۶ء]

ایک عارف کا بادشاہ کو دانشمندانہ جواب

بعض علماء کے ہاں اس عارف کا مصداق شیخ عبدالقادر جیلانی ؒ ہیں۔ سورۃ نحل کی آیت ﴿ فلنحيينه حيٰوة طيبة ﴾ کے نیچے تفسیر عثمانی کا حاشیہ ہے کہ کہا تھا:

چوں چتر سنجری رخ بختم سیاہ باد — در دل اگر بود ہوس سنجرم
زانگہ کہ یافتم خبر از ملک نیم شب — من ملک نیمروز بیک جو نمی خرم

ترجمہ: اے سنجر کے بادشاہ میرا بخت تیری چھتری اور تاج کی طرح سیاہ ہو جائے کہ اگر کبھی میرے دل میں سنجر کی حکومت کا خواہش پیدا ہوا ہو، جب میں نے آدھی رات میں تہجد کی بادشاہی کی لذت پائی ہے میں نیمروز کی بادشاہی ایک جو پر بھی نہیں خریدتا۔
شیخ جیلانی نے مربعوں پر مشتمل زمین کو لات ماردی اگر آج کل کا کوئی مدرسہ چلانے کا شوقین ہوتا چاہے جائز نظریہ کو خیر آباد بھی کہنا پڑتا تو سلیقہ سے سر پر سفید رومال آویزاں کر کے فوراً دربار میں پہنچ کر دم لیتا کہ شرائط اور ایجنڈا بیان کر، بندہ خدمت کیلئے حاضر ہے۔

عامر بن الطفیل اور کھجور کا مطالبہ

یہ نجد کا باشندہ تھا اور بوڑھا تھا۔ نبی ﷺ مدینہ میں تھے اور فتح مکہ کے بعد کا واقعہ ہے جب یہ آیا تو محمد

ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی:

فاشترط ان یجعل له نصف ثمار المدینة وان یجعله ولی الامر من بعده فرده فعاد حنقا فمات فی طریقه.

اس نے دو شرط پر اسلام قبول کیا:

[۱] مدینہ کے آدھے کھجور مجھے دو گے۔

[۲] آپ کے بعد میں ولی عہد بنوں گا۔ آپ نے شرط نہ مانے تو غصہ کی حالت میں واپس ہوا اور راستے میں چل بسا۔ [الاعلام ۳: ۲۵۲ بحوالہ تعلیق مجموعۃ الفتاوی ۹: ۱۷۳]

اسی طرح ابولہب نے بھی اسلام مشروط لانا چاہا تھا آپ ﷺ نے ٹھکرا دیا۔ سورۃ المسد کی تشریح کرتے وقت ایک گونہ شان نزول کے طور پر مفسرین لکھتے ہیں:

ان ابا لهب اتی النبی ﷺ فقال ماذا اعطی ان آمنت بك یا محمد قال: کما یعطی المسلمون قال مالی بهم من فضل قال وای شیء تبغی؟ قال تباً هذا من دین ان اکون انا و هؤلاء سواء فانزل الله.

ترجمہ: ابوطالب آپ ﷺ کے پاس آکر کہنے لگے اگر آپ پر ایمان لے آؤں تو اے محمد مجھے کیا دیا جائے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جیسا دیگر مسلمانوں کو دیا جاتا ہے، ابولہب کہنے لگا کیا میرا ان لوگوں پر کچھ بھی برتری نہیں، آپ ﷺ نے فرمایا اور کیا تم چاہتے ہو؟ ابولہب کہنے لگا اس دین کیلئے تباہی ہو کہ میں اور یہ لوگ اس میں برابر ہو تو یہ سورت نازل ہو گئی۔

صلح کرتے وقت کھجور کا شرط

ایک دفعہ خندق کے موقع پر آپ ﷺ کی رائے یہ بن گئی کہ غطفان قبیلہ کے ساتھ مدینہ کے آدھے کھجور پر صلح کرلوں اور جنگ بندی ہو تو سعدؓ نے پوچھا اے اللہ کے رسول!

ان کان الله امرك بهذا سمعا وطاعة او کما قال وان کنت انما فعلت هذا لمصلحتنا فقد کانوا فی الجاهلیة وما ینالون منها تمرة الا بشراء او قراء فلما اعزنا بالاسلام

نعطیھم تمرنا ؟ ما نعطیھم الا السیف او کما قال فقبل منه النبی ﷺ ذالك.

[منھاج السنۃ۴:۲۱۶]

یعنی اگر اللہ کا حکم ہو تو دل و جان پر قبول ہے اور اگر آپ یہ کاروائی ہماری مصلحت کے خاطر کرتے ہو تو یہ لوگ جاہلیت میں ہمارے ساتھ ہوتے تھے۔ ہماری مہمان نوازی یا ان کے خرید نے کے علاوہ کسی صورت میں ہم سے ایک کھجور حاصل نہیں کر سکتے تھے جب اللہ نے ہمیں اسلام کی وجہ سے عزت بخشی تو کیا ہم صلح کیلئے انہیں کھجور دیں گے، نہیں بلکہ ہماری تلوار ان کی خبر لیں گے۔ آپ ﷺ نے سعدؓ کی رائے قبول کر کے کھجوروں کا دینا چھوڑ دیا۔

رشوتی اسلام

سورۃ مائدہ کی آیت ﴿ ان اوتیتم ھذا ﴾ کے نیچے علامہ عثمانی نے لکھا ہے کہ یہود کے مولوی کہنے لگے اگر یہ فیصلہ ہماری رای کے مطابق آپ کرلیں تو اسلام بھی لائیں گے، لیکن آپ ﷺ نے رشوتی اسلام کو ٹھکرا دیا۔

لالچ کی وجہ سے موسیٰ علیہ السلام کو بدنام کرنے کی سعی

قرآن میں قارون کا واقعہ ہے یہ خوبصورت رنگ اور خوبصورت آواز والا نوجوان تھا۔

کر بلبل وطاؤس کی تقلید سے توبہ   بلبل فقط آواز ہے طاؤس فقط رنگ [اقبال]

قارون چونکہ موسیٰ علیہ السلام کے رشتہ دار تھے لیکن پیغمبر کے مقابلہ میں مالداری کے باوجود اسکی کچھ بھی وقعت نہ تھی۔ مختلف حربوں سے جن میں سے ایک منافقت بھی تھی وقت کے پیغمبر کو بدنام کرنے پر تلے ہوئے تھے۔ آخرکار اپنے سرمایہ سمیت اللہ نے زمین میں دھنسا دیا۔ ﴿ فخسفنابه و بداره الارض ﴾۔ اس واقعہ کی توضیح میں مفسرین لکھتے ہیں کہ ایک زانیہ کے ذریعہ پیغمبر کے خلاف سکینڈل بنایا گیا کہ تم نے العیاذ باللہ میرے ساتھ زنا کیا۔

موسیٰ علیہ السلام نے ایک سخت اور خطرناک قسم دے کر اصل واقعہ کے انکشاف پر زور دیا تو وہ لڑکی کہنے لگی:

انھم دعونی و جعلوا لی جعلاً علیٰ أن أقذفك بنفسی و أنا أشھد أنك بریئی.

ان لوگوں نے مجھے بلایا اور میرے لئے مزدوری اور رقم مقرر کیا کہ میں آپ کے ساتھ اپنے آپ کو بدنام کرلوں، میں گواہی دیتی ہو کہ تم بال بال پاک ہو۔و فی بعض الروایا ت انه جعل للبغی الف دینار و قیل طشتاً من ذهب مملوء ة ذهبا. [اللباب]

بعض روایات کے مطابق قارون نے اس رنڈی کے لئے ہزار دینار مقرر کئے تھے اور یہ بھی کہا گیا ہے یہ سونے کی ایسی طشتری تھی جو سونے سے بھری ہوئی تھی۔ظرف اور مظروف دونوں سونے کے تھے۔

ناقہ صالح کے قتل میں عورت کا فتنہ

اگر قذار بن سالف نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو قتل کیا تو اسے بیوی کی لالچ دی گئی تھی او جعلوه له جعلا یا اسکے لئے بھی اجرت قوم کی طرف سے مقرر تھی، بیوی اور مال کے جال میں پھنس کر آخر کار اس بدبخت نے اپنی عاقبت تباہ کی۔شیطان کا سب سے بڑا فریب جس میں مبتلا ہو کر انسان اپنی ہوش وعقل کھو بیٹھتا ہے،وہ عورت کا فتنہ ہے۔قوم کی دو حسین وجمیل عورتوں نے یہ بازی لگا دی جو شخص اس ناقہ کو قتل کرے گا ہم اسکے اور وہ ہمارا ہے۔قوم کے دونو جوان مصدع اور قذار اس نشہ میں مدہوش ہو کر اس کے لئے نکلے، مصدع نے تیر کا وار کیا اور قذار نے تلوار سے اس کی ٹانگیں کاٹ کر مار ڈالا۔

بلغم بن باعوراء کا حشر

تفسیر معارف القرآن میں مفتی محمد شفیعؒ نے لکھا ہے کہ اس واقعہ میں اہل فکر کیلئے بہت سے فوائد، عبرتیں اور نصیحتیں ہیں۔اول یہ کسی شخص کو اپنے علم وفضل اور زہد وعبارت پر ناز نہیں کرنا چاہئے ،حالات بدلتے اور بگڑتے ہوئے دیر نہیں لگتی جیسے بلعم کا حشر ہوا۔طاعت وعبادت کے ساتھ اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر اور استقامت کی دعا اور اللہ تعالیٰ ہی پر توکل کرنا چاہیے،دوسرے یہ کہ ایسے مواقع اور ان کے مقدمات سے بھی آدمی کو پرہیز کرنا چاہیے جہاں اس کو اپنے دین کی خرابی کا اندیشہ ہو،خصوصا مال اور اہل وعیال کی محبت میں اس انجام بد کو ہمیشہ پیش نظر رکھنا چاہیئے ،تیسرے یہ کہ مفسد اور گمراہ لوگوں کے ساتھ تعلق اور ان کا ہدیہ یا دعوت وغیرہ قبول کرنے سے بھی پرہیز کرنا چاہئے۔بلعم اس بلاء میں ان کا ہدیہ قبول کرنے کے سبب مبتلا ہوا۔

برادران یوسف اور دراہم معدودۃ

حسد کی بھٹی میں جلے ہوئے بھائیوں نے اسے قافلہ والوں پر "دراہم معدودۃ" لے کر فروخت کیا علامہ ابن جوزی حنبلی نے زادالمسیر میں لکھا ہے کہ اس قیمت کو آپس میں تقسیم کر کے اپنے لئے چپل اور موزے لئے اور یہ دراہم صرف بیس تھے۔

قدر زر، زرگر شناسد، قدر جوہر، جوہری

اور علامہ شبیر احمدؒ نے تفسیر عثمانی کے حاشیہ پر تین یا آٹھ دراہم بتلائے ہیں۔

میر جعفر انگریز کا ایک وفادار ٹٹو

تاریخ پاک و ہند جو میاں عبدالحمید صاحب نے لکھی ہے۔(بنگال میں انگریز ۱۸۵۷ء، ۱۷۲۲ء) کے عنوان کے نیچے لکھتا ہے:

اورنگ زیب کی وفات کے بعد جب مغلیہ سلطنت کا شیرازہ بکھرنے لگا تو بنگال میں علی وردی خان نے آزادی کا اعلان کیا۔ انگریز کے ساتھ تعلقات مضبوط کئے وہ ۱۷۵۶ء تک حکمران رہا۔ علی وردی خان کے انتقال کے بعد اس کا پوتا سراج الدولہ بنگال کا نواب بنا۔ (۲۴) سال کے تھے، اس کا انگریزوں سے کش مکش ہوگئی تو انگریزوں نے شوکت جنگ کا جو سراج الدولہ کا مقابل تھا ساتھ دیا پھر انگریزوں نے بنگال کے ایک دولتمند سوداگر کو پناہ دی اور جب نواب نے اسکی واپسی کا مطالبہ کیا تو انگریزوں نے انکار کر دیا، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ انگریز ان تجارتی حقوق کا جو اُن کو دیے گئے تھے ناجائز استعمال کر رہے ہیں اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ سراج الدولہ نے قاسم بازار کی تجارتی کوٹھی اور کلکتہ کے شہر پر قبضہ کیا خبر مدراس پہنچی، انگریز غصہ ہو گئے تو فوراً ایڈمرل واٹسن اور کلائیو کو انتقام کے لئے بنگال روانہ کیا انہوں نے آسانی سے کلکتہ پر قبضہ کیا، سراج الدولہ نے انگریز کمپنی کے حقوق بحال کئے اور کلکتہ میں قلعے بنانے کی اجازت ملی۔

اگر چہ بظاہر کلائیو نے سراج الدولہ سے صلح کر لی تھی لیکن اس نے دل میں کہا کہ بلیک ہول کے المیہ کا انتقام ضرور لے گا۔ اس نے نواب کے خلاف سازش کی اس میں رائے درلابھ جو نواب کا

خزانچی تھا، میر جعفر فوج کا کمانڈر ان چیف تھا۔ اور جگت سیٹھ جو بنگال کا امیر ترین شخص تھا، شریک تھے ان سے نواب کے خلاف بغاوت کرنے کو کہا گیا تھا۔ سازش کی تفصیلات امین چند کے ذریعہ طے کیں، فیصلہ ہوا کہ کلائیو فوراً پلاسی کو روانہ جائے اور میر جعفر نواب کا ساتھ چھوڑ دے گا اور کلائیو کی فوجوں سے مل جائے گا۔ نواب کو تخت سے اتار کر اسکی جگہ میر جعفر کو نواب بنا دیا جائے گا، جب سازش کی تمام تفصیلات طے ہو گئیں تو امین چند نے دھمکی دی کہ اگر اسے تیس لاکھ روپے نہ دئے گئے تو راز فاش کرے گا جب کلائیو کو پتہ چلا تو شرائط نامہ کے دو نقول تیار کیں، ایک سفید کاغذ پر اور دوسری سرخ کاغذ پر سفید کاغذ پر امین چند کو تیس لاکھ روپے کا کوئی ذکر نہ تھا اور سرخ میں تھا اور جب کلائیو نے ایڈل مرل سے کہا کہ جعلی دستاویز پر دستخط کرے تو اس نے انکار کیا اور کلائیو نے خود جعلی دستاویز پر واٹسن کے جعلی دستخط کر دئے۔

جنگ پلاسی، جب یہ مکمل ہوا تو کلائیو نے سراج الدولہ کو خط لکھا کہ بنگال میں انگریزوں پر سختی ہے اور فوج لے کر پلاسی روانہ ہوا۔ ابتداء میں کلائیو کیلئے صورت حال خطرناک تھی اور اسے جنگ نہ کرنے کا مشورہ دیا گیا لیکن اس نے جنگ کا فیصلہ کیا اس کے توپ خانہ نے سراج الدولہ کی فوج میں کھلبلی مچا دی۔ اس موقع پر میر جعفر کلائیو سے جا ملا، کلائیو نے آسانی سے فتح حاصل کی، سراج الدولہ مرشد آباد اور پھر پٹنہ چلا لیا لیکن میر جعفر کے لڑکے میرن نے اسے قتل کیا۔ جنگ پلاسی کے بعد میر جعفر بنگال کا نواب بنا، اس نے افسران کو تحفے دئے جس میں کلائیو کا حصہ (۳۴) ہزار چار سو پونڈ تھا۔

میر جعفر ۱۷۵۷ء تا ۶۰ بنگال کا نواب رہا، وہ نہ ذہین تھا نہ اہل، کٹھ پتلی کی طرح کام کرتا کیونکہ حقیقی اقتدار کلائیو کے ہاتھ میں تھا جب وہ تخت نشین ہوا تو اتنا رقم نہ تھا کہ کئے گئے وعدے پورے کرے لہٰذا ایسٹ انڈیا کمپنی اس بات پر متفق ہوئی کہ نصف رقم وہ ۳۱ اکتوبر ۱۷۵۷ء تک ادا کرے گا اور بقایا نصف تین سال کے عرصہ میں چھ چھ ماہ بعد مساوی قسطوں میں ادا کر دی جائے پھر سپاہیوں کیلئے تنخواہ نہ تھا کچھ نے بغاوت کی، باقی ماندہ قسطوں کا مطالبہ جب کمپنی نے کیا تو اس نے کہا میں معذور ہوں۔ ۱۷۶۰ء میں مختلف اسباب کی بناء پر میر جعفر کو تخت سے معزول کر دیا۔

مسلکی استقامت اور دنیوی مفادات کا ٹکرانا

امام ذہبیؒ نے الشیخ الامام النحوی محب الدین ابوالبقاء عبداللہ بن الحسین الحنبلیؒ کے ترجمہ میں لکھا ہے:

و قد ارادوہ علی ان ینتقل عن مذھب احمد فقال و اقسم : لو صببتم الذھب علی حتی اتواری بہ ما ترکت مذھبی۔ [سیر اعلام النبلاء ۱۶: ۱۱۶]

لوگوں نے ارادہ کیا کہ اسے حنبلی مذہب تبدیل کرنے پر آمادہ کرے تو حلفیہ بیان دے کر کہا اگر تم لوگ مجھ پر خالص سونے کی بارش کر دو یہاں تک کہ میں اس میں نظر نہ آسکوں اپنا مذہب پھر بھی نہیں چھوڑ سکتا۔

یہ انکی استقامت تھی ورنہ وہ بہانہ کر سکتا تھا کہ دیگر مذاہب بھی حق ہیں۔ ہم نے ایک مذہب کا ٹھیکہ تو نہیں لیا ہے اگر دنیوی مفادات کے خاطر چار مذہبوں کے اندر ایک میں رہتے ہوئے بھی مسلک تبدیل کریں تو درست نہیں۔

اسی طرح لکھتے ہیں:

جاء الی جماعۃ من شافعیۃ فقالوا انتقل الی مذھبنا و نعطیك تدریس النحو واللغۃ بالنظامیۃ فاقسمت و قلت لو اقمتمونی و صببتم علی الذھب حتیٰ اتواری بہ ما رجعت عن مذھبی. [تاریخ الاسلام ۱۳:۱۴۶]

یعنی اس طرح مشروط تدریس اور امامت کو ٹھکرا رہا ہے، اور تاریخ الاسلام ۱۳:۷۲ پر زید بن حسین کے نقل میں توثیق کے باوجود لکھا ہے کہ اس نے حنفی مذہب قبول کیا تھا ”لاجل الدنیا“ دنیا کی وجہ سے۔

غریبی میں ہوں محسود امیری　　　　کہ غیرت مند ہے میری فقیری

شاہی مسجد کی امامت کو لات مارنا

امام ذہبی نے عبدالصمد بن احمد (جو ایک بہترین قاری تھے) کے حالات میں لکھا ہے کہ مستنصر باللہ بادشاہ نے ایک عالیشان مسجد تعمیر کیا اور وزیر نے قاری موصوف سے مطالبہ کیا کہ حنبلی مسلک چھوڑ کر شافعی بن جاؤ تو آپ کو سرکاری مسجد کی امامت کا اعزاز ملے گا۔ تو قاری صاحب نے انکار کیا۔

وزیر نے کہا: الیس مذھب الشافعی حسنا ؟

قال بلیٰ ولکن مذ ھبی ما علمت عیبا أتر کہ لأجلہ فبلغ الخلیفۃ ھذ ا فأعجبہ و قال تکو ن امامہ دونھم -[سیر اعلام النبلاء ۱۷:۳۰۴]

کیا شافعی مذہب اچھا نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں لیکن میں نے اپنے مذہب میں ایسا کوئی عیب نہیں پایا جسکی وجہ سے اس کو چھوڑوں ۔ جب خلیفہ کو یہ جواب پہنچا تو اس جواب کو پسند کر کے کہنے لگا کہ تم ہی یہاں کا امام بنو گے اور کوئی نہیں علامہ اقبال جاوید کے نام لکھتا ہے:

مرا طریق امیری نہیں فقیری ہے   خودی نہ بیچ غریبی میں نام پیدا کر

نعیم بن مسعود اور دس اونٹ کا لالچ

الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم ایک قول کے مطابق بعض مفسرین نے یہ آیت غزوہ بدر الصغریٰ کے ساتھ مربوط کیا ہے کہ جب ابو سفیان، مدینہ سے مکہ واپس آرہا تھا تو کہنے لگا: مو عدنا مو سم بدر الصغریٰ کہ بدر الصغریٰ کے سیزن پر پھر ملاقات ہوگی تو آپ ﷺ نے عمرؓ کو حکم دیا کہ ان سے کہو ٹھیک ہے ان شاء اللہ ۔ جب آئندہ سال مرالظہر ان کے قریب ابو سفیان، ساتھیوں سمیت پڑاؤ ڈالنے لگا تو اللہ نے اسکے دل میں رعب ڈالا اور مکہ واپس جانے کے ارادے پر تلا ہوا تھا تو جعلی عزت برقرار رکھنے کیلئے نعیم بن مسعود الاشجعی سے کہنے لگا کہ تم عمرہ کر کے آرہے ہو لیکن میں نے محمد اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ امسال لڑنے کا وعدہ کیا تھا لیکن اب قحط سالی ہے اور اس کاروائی کیلئے ایک سرسبز و شاداب سال ہی مناسب معلوم ہوتا ہے، جانور چریں گے اور خوب دودھ پی کر صحت بنائیں گے لیکن اگر محمد اپنے وعدے کے مطابق نکلا اور میں موقع پر موجود نہ ہوں تو اور دلیر ہوں گے اور دل بھی وعدہ خلافی نہیں کرنا چاہتا ،اس لئے اگر مسلمان کسی طریقہ سے یہاں نہ آئے تو اچھا رہے گا تم مدینہ جا کر کسی طرح ان کو روک دو ۔

میں سہیل کو دس اونٹ دیتا ہوں اگر تم اپنے مشن میں کامیاب ہوئے ،تو سہیل پھر آپ کو دس اونٹ دے گا نعیم لالچ کے جھانسے میں جب مدینہ پہنچا تو مسلمان وعدے کے مطابق جہاد کی تیاری میں مصروف تھے تو نعیم نے تجاہل عارفانہ کے طور پر پوچھا:

این تریدون ؟

کہاں کا ارادہ ہے؟

مسلمانوں نے جواب دیا کہ ابوسفیان کی خبر لینے جارہے ہیں۔

تو نعیم نے کہا: بئس الذی رایتم تم برا کرتے ہو۔ پہلے تو وہ ایک دفعہ مکہ سے مدینہ آ کر تمہارے گھروں اور ٹھکانوں میں لڑا۔اب جو بچ گئے ہو تو لڑنے کیلئے جاتے ہو تم میں شاید کوئی زندہ واپس آسکے۔ابوسفیان سپر طاقت ہے اگر چہ بعض کمزور ڈر گئے لیکن آپ ﷺ نے جواب دیا:

الذی نفس محمد بیدہ لاخرجن الیھم و لو وحدی .

قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں محمد کی روح ہے میں تنہا ان کے مقابلہ کیلئے ضرور نکلوں گا۔ بہادروں نے بہادری کا مظاہرہ کر کے نعرہ لگایا، حسبنا اللہ و نعم الوکیل اور پھر تقریباً ستر جان نثاروں کے ساتھ جن میں عبداللہ بن مسعودؓ بھی تھے، بدر الصغریٰ گئے وہاں بنی کنانہ کے پانی کے قریب آٹھ دن میلہ لگتا تھا۔لیکن ایک مشرک بھی نظر نہ آیا۔صحابہ نے تجارت کی ،اور اچھا خاصہ مال کما کر بخیر و عافیت پہنچ گئے۔

آج کل بھی اکثر میڈیا نعیم کا کردار ادا کر کے مسلمانوں کے حوصلہ کے پست کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔لیکن اللہ کی محبت سے سرشار مجاہدین نعرۂ مستانہ حسبنا اللہ و نعم الوکیل لگاتے رہیں گے مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ سپر طاقت اللہ ہی کی ہے۔ ان القوۃ للہ جمیعا .

عمر بن عبدالعزیز کو زہر دینے کا سبب

یوسف علیہ السلام کے ساتھ جیل میں بادشاہ کا خصوصی خادم اور ان کے مطبخ کا انچارج تھا اس نے اغیار سے رقم لے کر سازش کر کے اس وقت کے بادشاہ کو زہر سے ختم کرنے کا منصوبہ بنایا تھا اگر چہ کامیاب نہ ہو سکا اور خود جان کی بازی ہارنے لگا۔تاریخ کے بے شمار واقعات میں سے ایک واقعہ عمر بن عبدالعزیزؒ جیسے ہر دلعزیز اور عادل بادشاہ کا بھی ہے۔ان کی موت کے ظاہری سبب میں اختلاف ہے لیکن ایک وجہ حافظ ابن کثیر نے اپنی تاریخ البدایہ والنھایہ میں بیان کی ہے۔

و قیل سببها ان مولیٰ له سمه فی طعام او شراب و اعطی علیٰ ذالك الف دینا ر۔ فحصل له بسبب ذالك مرض فأخبر انه مسموم فقال لقد علمت یوم سقیت السم ثم استدعیٰ مولاه الذی سقاه فقال له ویحك ما حملك علی ما صنعت ؟ فقال الف دینا ر اعطیتها فقال : ها تها فأحضرها فوضعها فی بیت المال ثم قال له : اذهب حیث لا یراك أحد فتهلك . [البدایہ والنہایہ ۵:۲۴۶]

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کے موت کے اسباب میں ایک یہ بھی ہے کہ ان کے غلام نے کھانے میں یا کسی مشروب کو زہر آلودہ بنایا جس پر اسے دینار دیے گئے اور عمر بن عبدالعزیزؒ اسکی وجہ سے بیمار ہو گئے تو اسے خبر دی گئی کہ تمہیں زہر دیا گیا ہے وہ کہنے لگا جس دن یہ دیا گیا اسی دن سے مجھے پتہ تھا پھر اس خاص غلام کو جس نے یہ کاروائی کی تھی بلا کر پوچھا تیرا ستیاناس ہو تمہاری اس کرتوت کا باعث کیا ہے؟ کہنے لگا مجھے ہزار دینار دیے گئے تھے۔ فرمایا دینار حاضر کرلو جب وہ دینار لے آئے بیت المال میں رکھ کر غلام سے کہا۔ بھاگ کوئی بھی تمہیں نہ دیکھے ورنہ مارے جاؤ گے۔

واقعی عمرؓ اور عمر بن عبدالعزیزؒ دونوں کا قول پتھر کا لکیر ہے کہ اختلافات کا بڑا سبب درہم اور دینار ہے۔ مادہ پرستی انتشار وخلفشار کا سبب ہے اور اخلاص وللٰہیت اتفاق واتحاد کا۔

تین سو دراہم کے لالچ سے امام زین العابدین کی گرفتاری

امام زین العابدین سے منقول ہے کہ بیمار ہونے کی وجہ سے لوگوں نے ان کو قتل کرنے سے چھوڑ دیا۔ فرماتے ہیں کہ ان ہی میں سے ایک آدمی مجھے چھپا کر اپنے گھر لے گیا اور میری خاطر ومدارت کرتا رہا جب گھر آتا یا گھر سے جاتا تو میرے حال پر ترس کھا کھا کر روتا۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ اس سے زیادہ وفادار آدمی اب کون ہو سکتا ہے۔

ان یکن عند أحد من النا س خیر ووفاء فقد هٰذا .

اگر لوگوں میں سے بھلائی اور وفاداری ہے تو یہی شخص ہے۔

سلطان القلم مولانا مناظر احسن گیلانی نے لکھا ہے:

چندروز بھی گزرنے نہ پائے تھے کہ ابن زیاد نے عام اعلان کیا کہ (علی بن حسین) امام زین العابدین کا جو پتہ دے گا اور لا کر حاضر کرے گا تین سو درہم اسے انعام دئے جائیں، یہ سنتے ہی میرے لئے رونے والا وہی آدمی جس نے مجھے پناہ دی تھی کیا دیکھتا ہوں کہ رسی لئے آرہا ہے اور میرے ہاتھ گردن سے باندھ رہا ہے اور روتا جارہا ہے اور باندھتا جارہا ہے اور یہ بھی کہتا جاتا ہے کہ اخاف یعنی میں ڈرتا ہوں اور اس طرح باندھ کر اطمینان سے مجھے ابن زیاد کے پاس لا کھڑا کیا اور تین سو دراہم لے کر روانہ ہوا۔

چند باتوں کے بعد ابن زیاد نے حکم دیا کہ اس کی گردن اڑادی جائے یہ سنتے ہی میری پھوپھی زینب بنت علی چیخ اٹھی :یا ابن زیاد حبسك من دمائنا .

اے ابن زیاد کے بیٹے ہمارے خون گرانا بند کریں، ان کی اس چیخ وپکار سے ابن زیاد متاثر ہوا۔ اور جان بچ گئی۔ [طبقات ابن سعد ۵: ۱۵۷]

واضح ہو کہ طبقات اور درجہ بندی سے انکار اپنے غرور کے غبارے کو پروان چڑھانے کے علاوہ کچھ بھی نہیں۔ فقہاء کے طبقات اور درجہ بندی صرف نہیں کی گئی بلکہ علمائے اسماء الرجال کے طبقات پر بھی ابن عدیؒ اور امام ذہبیؒ نے تفصیل سے کلام کیا ہے۔ امام ذہبیؒ کا رسالہ ہے۔ من یعتمد قوله فی الجرح والتعدیل اور اس میں انہوں نے تقریباً بیس کے لگ بھگ طبقات ذکر کئے ہیں۔ بعض نے اس سے بھی زیادہ طبقات ذکر کر کے تحقیق کا حق ادا کیا ہے۔

عیسیٰ علیہ السلام کے خلاف جاسوسی اور تیس دراہم

حافظ ابن کثیر نے سورۃ النساء کی تفسیر کی ایک آیت کے نیچے لکھا ہے:

فلما أصبح أتىٰ أحد الحواريين الى اليهود فقال ما تجعلو ن لى ان دللتكم على المسيح ؟ فجعلو اله ثلا ثين درهماً فأخذ ها ودلهم عليه .

جب اس نے صبح کیا تو ایک خاص شخص یہودیوں کے پاس آکر کہنے لگا اگر میں تمہیں مسیح کی رہنمائی کرلوں تو مجھے کیا دوگے انہوں نے اس کیلئے تیس دراہم مقرر کئے دراہم لے کر جاسوسی کرنے لگا۔

دنیوی چمک دمک اور اسلاف کا طرزِ عمل

مندرجہ ذیل چند واقعات کے مطالعہ کے بعد ہمیں اسلاف کا طرزِ عمل واضح ہو جائے گا، کہ وہ اس معاملہ میں کتنے محتاط تھے بقول علامہ اقبال

گدائی میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے کہ منعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا

واقعہ ۱: عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ

عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کو معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس وقت ایک لاکھ درہم بھیجے جب انہوں نے یزید کی بیعت سے انکار کر دیا۔ فردها عليه عبدالرحمٰن و أبىٰ أن يا خذ ها و قال لا ابيع ديني بد نياى فخرج الى مكة فمات بها۔ [الاستیعاب لابن عبدالبر مع الاصابۃ: ۴۰۱]

عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے اس کے لینے سے انکار کیا اور معاویہ رضی اللہ عنہ کو یہ رقم واپس کر کے فرمایا کہ میں اپنا دین، اپنے دنیا پر نہیں بیچ سکتا۔ پھر مکہ تشریف لے گئے اور وہاں ہی اللہ کو پیارے ہو گئے۔ اگر آج کل کا مجھ جیسا ہوتا تو رقم بھی ہضم کر سکتا تھا اور اسے ایک اہم کارنامہ کی صورت میں پیش کرتا۔ اگرچہ انہیں یہ رقم لینا درست بھی تھا لیکن ان کا محتاط رویہ ہمارے لئے قابل تقلید ہے۔

واقعہ ۲: عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ عنہ

الاصابہ میں علامہ ابن حجر نے لکھا ہے جبکہ حافظ ابن کثیرؒ نے سورۃ النحل کی ایک آیت کے نیچے بھی اس واقعہ کو ذکر کیا ہے، کہ رومیوں نے قید کیا بادشاہ نے عیسائی بننے کا آفر کیا کہ بادشاہی میں آپ کو اپنے ساتھ شریک کرنے کے علاوہ اپنا داماد بھی بناؤں گا، فرمایا: لواعطيتني جميع الملك و جميع ما تملكه العرب على ان ارجع عن دين محمد طرفة عين ما فعلت۔

اگر تم اپنی بلکہ تمام عرب کی بادشاہی اس شرط پر دیں کہ محمد ﷺ کے دین سے آنکھ جھپکنے کے مقدار مرتد ہو جاؤں یہ نہیں کر سکتا۔

پھر ترغیب و ترہیب کے تمام گر آزمائے لیکن آپ کی استقامت رہتی دنیا تک دنیا یاد رکھے

گی۔اگر آج کی طرح دودھ کا کوئی مجنون ہوتا تو معاذ اللہ شاید انتہائی ڈھٹائی اور شوخ چشمی کے ساتھ رٹ لگا تا کہ ہمارے اور اہل کتاب کے درمیان خلیج اتنا واسع نہیں ہونا چاہیے،اور اس بنیادی دین وملت کے اختلاف کو شکمی اور دنیوی مفادات کے خاطر مذہبی ہم آہنگی یا تقریب بین المذاہب کے مقدس نام کے ساتھ پیش کرتے اور تحقیق وعدم تعصب کا لیبل لگاتے ہوئے دو کشتیوں پر پاؤں رکھ کر خوب سے خوب تر ''لیلیٰ'' کے جستجو کا سفر وصال جاری رکھتے۔کیونکہ ایسے مطلب پرستوں کو اونٹ کی سواری کی سنت کو ملحوظ رکھتے ہوئے تھیٹر اور فلم سے بھی محظوظ ہونا پسند ہوتا ہے۔تا کہ اس جعلی اسلحہ کی نمائش سے اپنے آپ کو محفوظ کر سکے اور ان کی حب الوطنی اور دین پسندی پر بھی کوئی قدغن نہ آئے۔

مغربی ذوق ہے اور وضع کی پابندی بھی اونٹ پر چڑھ کے تھیٹر کو چلے ہیں حضرت

واقعہ۳: خاتم الانبیاء کا کعب ﷛ سے روٹھ جانا

غزوہ تبوک کے فرض حاضری سے جو تین صحابہ بچھڑ چکے تھے ان میں سے ایک کا نام نامی اسم گرامی کعب ﷛ ہے۔ان تینوں کا تفصیلی واقعہ مفسرین،محدثین اور مؤرخین نے لکھا۔اسی بائیکاٹ کے دوران غسان بادشاہ کا خط جب انہیں ملا تو اس میں لکھا تھا:

من ملك غسان أما بعد فانه بلغني أن صاحبك قد جفاك ولم يجعلك الله بدار هوان فالحق بنا نواسك .[بخاری مع الفتح ۸:۲۹۷]

مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تمہارے ساتھی تجھ سے روٹھ چکا ہے اللہ نے آپ کو ذلت ورسوائی کیلئے نہیں پیدا کیا۔ہمارے پاس آؤ ہم تمہاری غم خواری کریں گے۔

آپ نے فرمایا یہ بھی مصیبت بالائے مصیبت ہے اور خط کو تندور میں ڈال کر اپنی وفاداری قیامت تک رہتی دنیا کیلئے تاریخ میں نقش کیا۔علامہ ابن حجرؒ نے فتح الباری میں اس کے ٹھوس ایمان کو آفرین کہا اور لکھا ہے کہ یہ شاعر بھی تھے۔جبکہ شاعر عام طور پر اتنی استقامت کہاں رکھتے ہیں۔لیکن صحابی رسول نے لوگوں کے دلوں میں اس دلیرانہ کاروائی سے انمٹ یادیں رکھ لیں،اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ دنیوی مفادات کا جال بادشاہ نے بچھایا تھا۔اور ان سے دین چھوڑنے کا مطالبہ بھی نہ تھا۔جبکہ

آج کل کا ماحول اکثر یہ نظر آتا ہے۔

بقول اکبرالہ آبادی:

غوطے تو لگائے زمزم میں اور غرق ہیں حب دنیا میں　　　پانی نے بدن کو پاک کیا اب جان کو طاہر کون کرے

آج کل کی سیاست میں لوٹہ سسٹم اور ہارس ٹریڈنگ عروج پر ہے، ہے کوئی ہے سچی سیاست کرنے والا کہ اس واقعہ کے غوامض میں سوچ کر ضمیر فروشی کے جرم کے مرتکب نہ ہو۔

واقعہ۴: مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کا رستم کو دلیرانہ جواب

یہ ہجرت کا چودھواں سال ہے، مسلمانوں کے سپہ سالار مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو جب رستم نے کہا

قد امرت لکم بکسوة، و لأمیر کم بألف دینار و کسوة و مرکوب تنصرفون عنا. فقال المغیرة: نأخذ الجزیة منکم عن ید و أنتم صاغرون و ستصیرون لنا عبیدا علیٰ زغمکم فلما قال ذالك اتشا ط غضبا. [البدایة والنهایة۴:۴۴]

رستم بادشاہ نے کہا میں نے اے مسلمانوں تم سب کیلئے کپڑے دینے کا حکم دیا ہے اور تمہارے امیر کیلئے ہزار دینار، کپڑوں اور سواریاں دینے کا فیصلہ کیا۔ اور تم یہاں سے روانہ ہو جاؤ۔ لیکن مغیرہ نے للکار کر دلیرانہ جواب دیا نہیں بلکہ تم اپنے ہاتھ سے ہمیں ایسی حالت میں جزیہ دو گے کہ تم ذلیل ہو نگے۔ اور عنقریب تم بادل ناخواستہ ہمارے غلام بنو گے۔ یہ دلیرانہ جواب سننے کے بعد رستم آپے سے باہر ہوا یہ تھے جان نثار صحابہ وہ کہاں جرم ضعیفی کی پالیسی پر چلنا گوارا کرتے ہیں۔

تقدیر کے قاضی کا یہ فتویٰ ہے ازل سے　　　ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات

واقعہ۵ ابو حازم تابعی اور سو دینار

ایک دفعہ سلیمان بن عبدالملک مکہ مکرمہ جانا چاہتے تھے، مدینہ منورہ سے گزرتے ہوئے چند دن وہاں ٹھہرے۔ مدینہ کے مشائخ ملاقات کیلئے تشریف لے آئے، ایک دن بادشاہ نے پوچھا کہ مدینہ میں کوئی تابعی موجود ہے جس نے صحابہ کے ساتھ ملاقات کی سعادت حاصل کی ہو۔ انہوں نے ابوحازم کا نام بتلایا۔ اسکی طرف قاصد بھیجا کہ ملاقات کے لئے تشریف لے آئیں، جب وہ آئے بادشاہ نے پوچھا

اے ابوحازم یہ اتنی بے وفائی کیوں؟

تابعی نے پوچھا آپ نے بندہ کی کونسی بے وفائی دیکھ لیا ہے؟

بادشاہ نے کہا کہ مدینہ کے تمام سرکردہ لوگ ملنے آئے اور تم نہیں۔

تابعی نے جواب دیا۔ پہلے سے ہمارا ایک دوسرے کے ساتھ کچھ جان پہچان نہیں تھا۔

امام زہریؒ نے فرمایا شیخ نے درست جواب دیا۔ پھر بادشاہ نے ابوحازم سے چند سوالات پوچھے اور انہوں نے صاف اور دلیرانہ جوابات دے کر بادشاہ کو مطمئن کیا، واقعہ بہت لمبا ہے لیکن اس کا آخری حصہ امام دارمیؒ اپنے سند سے یوں لکھتا ہے:

فلما خرج من عنده بعث اليه بمائة دينار و كتب اليه أن انفقها و لك عندي مثلها كثير قال فردها عليه.

جب ابوحازمؒ بادشاہ سے رخصت ہوئے تو بادشاہ نے سو دینار اسکو بھیج دئے اور خط میں لکھ دیا کہ اس کو خرچ کرو اور اس جیسے دیگر انعامات سے بھی آپ کو زیادہ مقدار میں نوازا جائے گا لیکن ابوحازم نے رقم اسکو واپس کر لیا۔

نہ ڈھونڈ اس چیز کو تہذیب حاضر کی تجلی میں   کہ پایا میں نے استغناء میں معراج مسلمانی

[بال جبریل]

مندرجہ بالا واقعہ تفسیر قرطبی میں ولا تشتروا بایاتی ثمناً قلیلا کے نیچے تفصیل سے لکھا ہے۔ اسی طرح تہذیب تاریخ دمشق ۶:۲۲۱ پر بھی یہ واقعہ موجود ہے۔

واقعہ ۶: طاؤس یمنی تابعی اور پانچ سو دینار

ارباب حل وعقد کی طرف سے طاؤسؒ کو پانچ سو دینار کا گرانٹ پیش کیا گیا اور قاصد نے یہ پیغام بھی ان کی طرف سے پہنچا دیا کہ امیر آپ کو خصوصی پوشاک دے گا، اور آپ کے ساتھ احسان و اکرام کا معاملہ جاری رکھے گا۔ جب طاؤس کے خصوصی گاؤں "الجند" کو قاصد پہنچا اور کہنے لگا کہ امیر صاحب نے خرچہ کے طور پر آپ کو یہ رقم ارسال کیا ہے، تو فوراً طاؤسؒ کہنے لگا مجھے اس کی کوئی ضرورت

نہیں۔اور اصرار کے باوجود انکار کرنے لگا۔

اک طرز تغافل ہے تو وہ ان کو مبارک　　　ایک عرض تمنا ہے تو ہم کرتے رہیں گے

جب طاؤسؒ بن یمان کی توجہ دوسری طرف ہوئی تو ان کی غفلت کا فائدہ اٹھاتے ہوئے قاصد نے گھر کے ایک سوراخ کی طرف جلدی سے پانچ سو دینار پھینک دئے اور حکومت سے جا کر غلط بیانی کرنے لگا کہ طاؤس نے رقم وصول کیا۔

کچھ مدت گزرنے کے بعد طاؤس کے ایک عمل سے ارباب حکومت نالان ہو گئے اور طاؤس کی طرف پہلے قاصد کے علاوہ دوسرا قاصد بھیجا کہ طاؤس سے کہو ہمارا گزشتہ دیا ہوا رقم واپس کر۔طاؤسؒ نے نفس الامری حقیقت بتلا کر اسے مطمئن کیا کہ بندہ نے اس مال سے کچھ بھی نہیں لیا تھا جب قاصد نے واپس جا کر خبر دی تو امیر کو ان کے سچ کہنے کا یقین تھا۔معاملہ کے تہہ تک رسائی کیلئے پرانے قاصد کو جب بھیجا گیا۔

طاؤسؒ نے پوچھا کیا میں نے تم سے تمہارے دئے ہوئے مال سے کچھ لیا تھا؟۔قاصد نے نہیں سے جواب دیا۔پھر قاصد نے کہا وہ میں نے فلاں سوراخ میں پھینکا تھا،اور جب سوراخ کی طرف قاصد نے ہاتھ بڑھایا تا ایک ہمیانی ملی جس پر مکڑی نے جالا بنایا تھا۔قاصد نے وہ تھیلی ارباب حکومت کو پہنچادی۔

[الجامع لأخلاق الراوی وآداب السامع ۱:۳۶۱،۸۳۵]

خطیب بغدادی کے اس کتاب پر دکتور محمد طحان حاشیہ میں لکھتا ہے: سبحان تیری قدرت پاکدامنی انسان کو کس قدر عزت سے نوازتی ہے۔

فان طاؤسا لو قبل خمس ماءة دینا رلاشتروه بها و كتموا فمه من ان يقول الا ماينا سبهم فهل فى ذالك عبرة للعلماء فى هذاا لعصر .

فرض کریں اگر طاؤسؒ یہ پانچ سو دینار لیتے تو حکومت والے پھر اسکو خریدتے اور اس کے منہ کو بند کرتے اور وہی کہہ سکتے تھے جو یہ لوگ چاہتے کیا اس واقعہ میں اس دور کے علماء کیلئے عبرت نہیں؟

کسے خبر کہ ہزاروں مقام رکھتا ہے　　　وہ فقر جس میں ہے بے پردہ روح قرآن

واقعہ ۷: امام احمدؒ کا شاگرد اور دس ہزار دراہم

ابراہیم بن اسحاقؒ فقہ وحدیث کے امام اور امام احمدؒ کے خصوصی شاگرد گزرے ہیں، حافظ ابن کثیرؒ اپنی تاریخ میں لکھتے ہیں:

قد بعث اليه أمير المؤمنين المعتضد في بعض الأحيان بعشرة آلاف درهم فأبىٰ أن يقبلها و ردها فرجع الرسول و قال: يقول بذالك الخليفة: فرقها على من تعرف من فقراء جيرانك فقال هذا الشيء لم نجمعه ولا نسئل عن جمعه فلا نسئل عن تصريفه قل لأمير المؤمنين اما يتركها واما نتحول من بلده. [البدایہ والنہایہ ٦:٩٤]

ابراہیم موصوف کو معتضد باللہ نے ایک موقع پر دس ہزار درہم بھیجے اسکے قبول کرنے سے انہوں نے انکار کیا اور رقم واپس کیا۔ قاصد نے دوبارہ خلیفہ کا پیغام پہنچایا، کہ آپ کے پڑوس میں جتنے غریب ہیں ان پر اپنے صوابدید کے مطابق تقسیم کر۔ ابراہیم نے جواب دیا ہم ان دراہم کو خود بھی جمع نہیں کرتے تو اس کے خرچ اور استعمال کی ذمہ داری بھی نہیں لے سکتے، امیر المؤمنین سے کہو یا ہمیں پہلے کی طرح رہنے دے ورنہ ہم آپ کے شہر کو خیرآباد کہیں گے۔

ہر لحظہ ہے مؤمن کی نئی شان نئی آن — گفتار میں، کردار میں اللہ کی برہان

واقعہ ۸: فضیل بن عیاض اور ہزار دینار

فضل بن ربیع فرماتے ہیں کہ ہارون الرشید حج کے سفر پر تھے اور ایک رات مکہ میں بندہ سویا ہوا تھا اتنے میں کسی نے دروازے پر دستک دی، میں نے اندر سے آواز دی کون؟ بتلایا گیا امیر المومنین دروازے پر ہے۔ بندہ نے عرض کیا اگر قاصد بھیجتے تو فوراً سے پہلے میں خود حاضر ہوتا۔ ہارون نے کہا میرا دل کچھ بے قرار ہے۔ قرار وسکون حاصل کرنے کیلئے ایک اہم شخصیت کا اتہ پتہ دیں۔ بتلایا کہ سفیان بن عیینہؒ محدث موجود ہے۔ فرمایا وہاں پہنچادو، پہنچ کر ان کے دروازہ کو کھٹکھٹایا اور کہنے لگا امیر المومنین دروازے پر موجود ہے۔ جلدی نکل کر فرمانے لگے بندہ کو قاصد بھیجتے خود آتا۔ مقصد بیان کرنے کے بعد باہمی دلچسپی کے امور پر بات چیت کے بعد بادشاہ نے ان سے قرض کا پوچھا۔ انہوں نے بتلایا مقروض

ہوں مجھے کہا اس کا قرضہ ادا کرلو۔ وہاں سے نکل کر جب جارہے تھے تو بادشاہ نے کہا وہی پرانی کیفیت ہے ۔

آج کچھ درد میرے دل میں سوا ہوتا ہے

بادشاہ نے جب دوسری شخصیت کا پوچھا تو میں نے عبدالرزاق ہمام کا نام لیا۔ وہاں بھی سفیانؒ کی کاروائی کی طرح جب واپس جارہے تھے۔ فرمایا روحانی مرض جوں کا توں ہے، وہی رقت رہے ڈھنگی جو پہلے تھی سواب بھی ہے بے قرار ہوں۔

تیسری دفعہ جب ہم فضیل ابن عیاضؒ کے پاس پہنچ گئے۔

فا ذا هو قائم يصلي يتلو آية يرددها فقال لي اقرع فقرعت فقال من هذا ؟ فقلت أجب أمير المؤمنين فقال ما لي و لأ مير المؤمنين.

یعنی فضیل ابن عیاض رات کے سناٹے میں کھڑے ہوکر نماز میں مصروف تھے اور ایک آیت ،بار بار پڑھتے جارہے تھے۔ میں نے جب آواز دی کہ امیرالمومنین کی دعوت قبول کریں۔ فرمایا میرا امیرالمومنین سے کیا واسطہ؟۔ میں نے پوچھا کیا آپ پر اطاعت لازم نہیں ،فضیل نے دروازہ کھولا ،اور فضیل نے بادشاہ کو نصیحت کی یہاں تک کہ ہارون بہت رونے لگے،اور بادشاہ پرغشی طاری ہوگئی۔ افاقہ کے بعد پہلے کی طرح ان سے پوچھا کیا آپ مقروض ہیں؟ جواب دیا صرف اپنے رب کا مقروض ہوں، جاتے ہوئے بادشاہ نے کہا:

هذه الف دينا ر خذها فا نفقها على عيالك و تقو بها على عبادة ربك

یہ ہزار دینار لےلواور اپنے بچوں پر خرچ کرلواور اپنے رب کی عبادت پر اس کی وجہ سے تقویت حاصل کرلو۔ فضیل نے سبحان اللہ کہنے کے بعد جواب دیا میں آپ کو نجات کا راستہ بتلاتا ہوں اور اس کا بدلہ بادشاہ اس جیسی چیز کے ساتھ مجھے دینا چاہتا ہے اور معذرت کرکے دعائیں دیں پھر خاموش رہا اور کلام موقوف کیا۔ جب وہاں سے ہم نکلے تو ہارون نے مجھے کہا کہ آئندہ اس جیسے آدمی کے ساتھ ملاتے رہو۔ یہ اس زمانہ کا سب سے بڑا زاہد اور درویش ہے۔

[الجامع لأخلاق الراوی وآداب السامع ۲۶۳،نمبر۱۸۴۱]

درویش خدا مست نہ شرقی ہے نہ غربی   گھر میرا نہ دلی نہ صفاہاں نہ سمرقند [اقبال]

واقعہ:۹ محمد بن رافع محدث اور پانچ ہزار دراہم

ایک دفعہ خراسان کے والی طاہر عبداللہ نے محمد بن رافع محدث کو ۵ ہزار دراہم خصوصی ایلچی کے ذریعہ ارسال کیا، (یادر ہے کہ یہ محدث صحاح خمسہ کے استاد ہیں) عصر کی نماز کے بعد قاصد جب اس سے مل رہے تھے اس وقت وہ ایک مولی کے ساتھ روٹی کھا رہے تھے۔ قاصد نے پیسوں کا بریف کیس ان کے سامنے رکھ کر کہا کہ طاہر بادشاہ نے یہ مال آپ کیلئے بھیجا ہے، کہ گھر والوں پر خرچ کر، محدث نے فرمایا لے لو، لے لو، مجھے اس کی کچھ ضرورت نہیں۔

فان الشمس قد بلغت رأس الحيطان انما تغرب بعد ساعة قد جاوزت الثمانين الى متى أعيش و ردها ولم يقبل.

سورج دیوار کے سروں تک پہنچ کر تھوڑی دیر بعد غروب ہونے والا ہے اور میں اَسی (۸۰) سال سے زائد عمر کا ہوں، آخر کب تک زندہ رہوں گا۔ رقم واپس کیا اور قبول نہ کیا۔

قاصد مال لے کر واپس جانے لگا۔ حالانکہ ان کے گھر میں اسی رات کا آٹا بھی نہیں تھا، سخت سردی کے موسم میں جب کبھی محمد بن رافعؒ طالبعلموں کے پاس باہر نکل آتے تو جو لحاف رات اوڑھے ہوئے ہوتے تھے۔ اسی کو اوڑھے ہوئے تشریف لے آتے تھے۔ [الجامع ۱: ۸۴۴، نمبر ۳۶۸]

خدا پرست کے تیور ہی اور ہوتے ہیں   خطا معاف وہ جوہر ہی اور ہوتے ہیں [اکبر]

واقعہ:۱۰ محمود غزنوی بت فروش یا بت شکن؟

تاریخ فرشتہ اردو ترجمہ اول و دوم کے حوالہ سے چند اقتباسات ملاحظہ کیجئے:

تاریخ میں صحیح واقعہ ہے کہ برہمن کے طبقہ نے درخواست کی بہت دولت لے، اور اس بت کو مت توڑ، معززین سلطنت نے کہا کہ بت توڑنے کے معاوضہ میں معقول رقم لے کر غریب مسلمانوں کا فائدہ ہوگا اور بت نہ توڑنے سے اس شہر میں بت پرستی کا رسم ختم نہیں ہوسکتا محمود نے جواب میں کہا دنیا مجھے محمود بت فروش کے نام سے یاد کرے گی، اور اگر پاش پاش کرلوں تو محمود بت شکن پکارا جائے گا۔ جب توڑا

کے پیٹ سے ان گنت بیش قیمت جواہرات اور اعلیٰ درجہ کے موتی نکلے، ان سب جواہرات کی قیمت برہمن کی پیش کردہ رقم سے سو گنا زیادہ تھی۔

اور اس عبارت سے کچھ پہلے ص ۶۷ پر ہے، اس قلعے میں ہر چہار طرف سے دولت آ کر جمع ہوئی تھی، اس لئے یہاں سونے، چاندی، جواہرات اور موتیوں وغیرہ کا جس قدر ذخیرہ تھا، شائد دنیا کے کسی بادشاہ کے خزانے میں ہو، اس قلعے سے سلطان نے ساٹھ لاکھ اشرفیاں، سات سو من سونے اور چاندی کے اوزار، دو سو من سونا، دو ہزار من خالص چاندی اور بیس من انواع واقسام کے جواہرات جو راجہ بھیم کے زمانہ میں اس مندر میں جمع ہو رہے تھے، محمود کی ملکیت بن گئے، اور وہ دولت فراواں کو اپنے ساتھ لے کر غزنی کی طرف لوٹا۔ [تاریخ فرشتہ: ۵۶]

حافظ ابن کثیرؒ نے البدایہ والنہایہ ۶: ۴۶۳ پر ایک عنوان دیا ہے: کسر الصنم الأعظم سومنات (بڑے بت سومنات کا پاش پاش کرنا) لکھتے ہیں:

و قد ذكر غير واحد أن الهنود بذلوا للسلطان محمود بأ خذ الأموال و ابقاء هذا الصنم لهم فقال :حتى أستخير الله عزوجل فلما أصبح قال انى فكرت في الأمرالذى ذكر فرأيت انه اذا نو ديت يو م القيامة اين محمود الذى كسر الصنم ؟ أحب الى من ان يقال الذى ترك الصنم لأجل ما ينا له من الد نيا ثم عزم فكسره رحمه الله فوجد عليه و فيه من الجواهرات والآ لى والذهب والجواهرا لنفيسه ما ينيف على ما بذلو ه له بأضعاف مضاعفة و نرجو امن الله له في الأخرة الثواب الجزيل الذى مثقال دانق منه خير من الدنيا و ما فيها مع ما حصل له من الثنا ء الجميل الد ينو ى .

یعنی بہت سے لوگوں نے ذکر کیا ہے کہ ہندوں نے سلطان محمود کو وافر مقدار میں مال و دولت اسلئے دینا چاہا تا کہ ان کا یہ بڑا بت ان کیلئے چھوڑ دیا جائے۔ بعض امیروں نے محمود بادشاہ کو مال لینے اور ان کے بت چھوڑنے کا مشورہ دیا۔ محمود نے کہا میں استخارہ کرنا چاہتا ہوں، جب صبح ہوا کہنے لگا میں نے مذکورہ کام میں فکر کیا تو میں نے دیکھا اگر مجھے قیامت کے دن یہ آواز دی جائے، کہ جس محمود نے بت پاش

پاش کیا، کہاں ہے؟ یہ مجھے زیادہ پسند ہے کہ کہا جائے کہ وہ محمود کہاں ہے۔

جس نے دنیا کے حصول کے خاطر بت توڑنا چھوڑ دیا تھا۔ پھر عزم بالجزم اسکے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کا کیا۔ توڑنے کے بعد اس نے بت میں جواہر، موتیاں، سونا اور وہ قیمتی جواہر پائے جو اس مالیت سے کئی گنا زیادہ تھے جو بت پرست اس کے چھوڑنے پر محمود کو دینا چاہتے تھے اور ہم ان کیلئے آخرت میں اس بے پایاں ثواب کا امید رکھتے ہیں، جس کا ایک رتی دنیا اور دنیا کے تمام چیزوں سے بہتر ہے اور اس پر مستزاد یہ اعزاز کہ دنیا میں لوگ اس کی تعریف کر کے شاباش دیتے ہیں۔

اور حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

و من جملة ما كسر من أصنامهم صنم يقال له سومنات على ما تحصل من حليته من الذهب عشرين ألف ألف دينار . [البدایہ والنہایہ ۶:۳۷۴]

مختصر المحمود نے جو بت توڑے ان میں جس بت کو سومنات کہا جاتا تھا۔ اس کے سونے کے زیورات کی مالیت بیس لاکھ دینار بتلائی جاتی ہے۔

اے بت کیا میں بھی بتاؤں، مجھے کیا آتا ہے ۔۔۔ بس تمہیں ہیچ سمجھنے میں مزا آتا ہے [اکبر]

واقعہ:۱۱ مولانا قاسم نانوتویؒ اور روپوں کی تھیلی جوتوں میں

یورپ کے سنگین مجرم کے ص ۴۰ پر ہے: بے نفسی و بے غرضی کا یہ عالم تھا کہ ایک مرتبہ نواب حیدر آباد نے خط لکھا آپ ہمارے ہاں تشریف لے آئیں، دن میں صرف ایک گھنٹہ پڑھانا ہوگا، سات سو روپیہ تنخواہ ملے گی، آپ نے جواب میں لکھا مدرسہ سے دس روپے مشاہرہ لیتا ہوں ان میں چھ روپے ماہوار میرا خرچہ ہے اور دو روپے والدہ کو بھیج دیتا ہوں، میرے پاس باقی دو روپے رکھنے کو جگہ نہیں اتنی تنخواہ کیا کروں گا، ۔ نواب مرحوم اس مرد درویش کے خط سے اتنا متاثر ہوا کہ شوق زیارت (پورا کرنے) کیلئے آیا۔ رخصت ہوتے وقت ایک تھیلی روپوں کی پیش کی، آپ نے پہلے والا عذر کیا وہ جاتے وقت ساری رقم آپ کے جوتوں میں ڈال گیا،، آپ جب اٹھے تو جوتوں کو جھاڑ کر فرمانے لگے، دیکھو ہم دنیا کو دھتکارتے ہیں تو یہ ہمارے جوتوں میں پڑ رہی ہے یہ کہہ کر آپ آگے چل دیے۔

مندرجہ بالا واقعہ أتته الدنیا و هی راغمة کا ایک مصداق ہے۔

یہ بات تو کھری ہے ہرگز نہیں کھوٹی ۔۔۔ عربی میں نظم ملت، بی اے میں صرف روٹی [کلیات اکبر]

واقعہ:۱۲ شاہ عبدالغنیؒ اور تین سو روپے

ارواح ثلاثہ: ۱۶۸ پر شاہ عبدالغنی کے حالات کے ذیل میں یہ واقعہ ہے:

یہ قصہ بھی مولانا گنگوہیؒ بیان فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ شاہ عبدالغنی صاحب کے یہاں کئی وقت کا فاقہ ہوا، اس کا تذکرہ ان کی ماما نے کہیں کر دیا۔ اسکی خبر کسی ذریعہ سے مفتی صدرالدین خان صاحب کو بھی ہوگئی، مفتی صاحب نے تین سو روپے شاہ صاحب کی خدمت میں بھجوائے۔ شاہ صاحب نے واپس کر دئے، اس پر مفتی صاحب وہ روپے لے کر خود حاضر ہوئے اور تخلیہ میں روپے پیش کئے اور فرمایا کہ شاید حضور نے یہ خیال فرمایا کہ یہ صدر الصدور ہے، رشوت لیتا ہوگا۔

میں عرض کرتا ہوں کہ میں رشوت نہیں لیتا بلکہ یہ روپے میری تنخواہ کے ہیں، آپ ان کو قبول فرما لیجئے، شاہ صاحب نے فرمایا مجھے تو یہ وسوسہ بھی نہیں گزرا کہ تم رشوت لیتے ہوں گے۔ میں تمہاری نوکری کو بھی اچھا نہیں سمجھتا، اور میں ان کے لینے سے معذور ہوں۔

واقعہ:۱۳ سید احمد شہیدؒ مجاہد کو ۹ لاکھ کی پیش کش

مسلمانوں کی تاریخ کا ایک درخشندہ ستارہ طارق بن زیاد، تاریخ میں زندہ ہے ان کی دعا اور آرزو علامہ اقبال نے اپنی کتاب ''بال جبرائیل'' میں یوں نقل کیا ہے:

شہادت ہے مطلوب و مقصود مؤمن ۔۔۔ نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

مجاہدین کے اس سنہری تسلسل کے آخری کڑیوں میں سے ایک مجاہد، سید احمد شہید گزرے ہیں، اور یہ تو ایک مسلم حقیقت ہے کہ شرعی قواعد کو ملحوظ رکھتے ہوئے جہاد کرنا اسلام کا شعار اور نمایاں رکن ہے، جنگ اور دہشت گردی قابل نفرت اور قابل مذمت ہے اور ایک صحیح مجاہد جو اخلاص وللّٰہیت کا پیکر ہو۔ کبھی دہشت گرد نہیں ہو سکتا۔ مجاہد کا سوغات رب سے مانگنا ہوتا ہے۔ نہ کسی اسلام دشمن ایجنڈے پر چلنا۔

اتهزء بالدعاء و تزدریه ۔۔۔ و ما تدری بما صنع الدعاء

سهام الليل لا تخطئ و لكن   لها أمد و للأمد القضاء

کیا تم دعا کی تحقیر کر کے اسے معمولی سمجھتے ہو، تمہیں کیا پتہ کہ دعائیں کیا رنگ لاتی ہیں۔رات، تہجد کے بعد دعا کے تیر بہ ہدف ہونے میں شبہ نہیں لیکن اسکے پورا ہونے کیلئے قضاء وتقدیر کے اعتبار سے ایک خاص وقت مقرر ہے۔

سید احمد شہیدؒ کے جہادی سفر کا ایک معنوی اسلحہ تہجد، دعا اور اللہ کے ساتھ صحیح تعلق ہے۔تاریخ دعوت وعزیمت کے ایک مستقل جلد میں علامہ ابوالحسن علی ندویؒ نے اس جہاد کا تفصیلی ذکر کیا ہے، پشاور کی سپردگی کی تجویز کے ص ۲۹۶ پر لکھتے ہیں:

اور جو یہ کہتے ہیں کہ اگر ضرورت ہو تو شہر کے انتظام اور لشکر کے خرچ کیلئے دو چار لاکھ روپے کا بندوبست کرادیں، مگر یہاں کی حکومت درانیوں کو نہ دیں سو یہ بات ہم کو منظور نہیں اسلیئے ہم کو تو اپنے پروردگار کی رضامندی چاہیئے جس میں وہ راضی ہوگا ہم کریں گے اسمیں چاہے تمام جہان ناخوش ہو۔کچھ پروا نہیں، اگر ایک جگہ ہفت اقلیم کی دولت اور سلطنت پروردگار کی رضامندی کے خلاف ملتی ہو اس دولت اور سلطنت کی کچھ حقیقت نہیں اور ایک جگہ پروردگار کی رضامندی کے موافق ہفت اقلیم کی دولت اوسلطنت جاتی ہے تو اس کی رضامندی سب کچھ ہے۔

نماز عشق پڑھنے کا ان ہی کو حق ہے دنیا میں   کہ آتا ہے جنہیں خون تمنا سے وضوء کرنا

تذبذب اور دنیوی منافع

جنگ شیدو اور یار محمد خان کا طرز عمل:

یار محمد خان: معلوم ہوتا ہے کہ شیدو کی جنگ سے پہلے سردار بدھ سنگھ نے اس کو ملا لیا اور یہ منصوبہ تیار ہوگیا کہ وہ عین معرکہ میں میدان جنگ سے اپنی فوجوں کو لے کر علیحدہ ہو جائے گا۔سردار بدھ سنگھ کیلئے ایک مذبذب، موقع پرست دنیادار رئیس کو دنیوی منافع کی لالچ دے کر اور اس جنگ کے عواقب سے ڈروا کر توڑ لینا کچھ مشکل نہ تھا۔[تاریخ دعوت وعزیمت:۱۱۶]

جیسا موسم ہو، مطابق اس کے میں دیوانہ ہوں   مارچ میں بلبل ہوں میں جولائی میں پروانہ ہوں

مہاراجہ کا ۹ لاکھ روپے کا آفر

حکیم عزیز الدین مہاراجہ کا خط لائے تھے جس کا مضمون یہ تھا کہ خلیفہ صاحب، آپ سید ،حاجی اور غازی اللہ والے ہیں ہم آپ کی دعا کے امیدوار ہیں، اگر ہندوستان سے اس ملک میں ملک گیری کے ارادے سے تشریف لائے ہیں تو آپ دریائے اٹک کے اس پار کی ۹ لاکھ روپے کی آمدنی جاگیر ہم سے لیں اور دریا کے اس پار جہاں آپ تشریف رکھتے ہیں۔

وہ ملک ہم آپ ہی کی نذر کریں آپ بفراغت اپنے صاحب کی بندگی میں مشغول رہیں۔اور ہم سے لڑنے بھڑنے کا خیال نہ کریں اور جو یہاں لاہور میں ہمارے پاس چلے آئیں تو ہم آپ ہی کو اپنی کل فوج کا افسر بنالیں۔آپ نے اسکے جواب میں فرمایا کہ ہم جو مسلمانوں کے اس ملک میں اتنے لوگوں کے ساتھ آئے ہیں۔تو نہ کسی ریاست چھیننے کی غرض سے آئے ہیں نہ ملک گیری کے شوق ہیں، ہم تو محض جہاد فی سبیل اللہ اور اعلاء کلمۃ اللہ کے واسطے آئے ہیں، اور جو رنجیت سنگھ اتنے ملک دینے کا لالچ دیتا ہے اگر وہ اپنا تمام ملک دے تب بھی ہم کو غرض نہیں البتہ اگر وہ مسلمان ہو جائے تو ہمارا بھائی ہے، اللہ کی تائید سے جو ملک ہمارے ہاتھ لگے ہیں ہم اس کو دے دیں، اور جو اس کا ملک ہے وہ بھی اس کے پاس رہے۔[تاریخ دعوت وعزیمت ۶: ۲۱۹]

آنکھوں نے خوب دیکھا اور دل نے خوب سمجھا   کچھ بھی نہیں ہے جو کچھ، اللہ کے سوا ہے

واقعہ:۱۴ شیخ القرآن علامہ محمد طاہر پنج پیری رحمہ اللہ تعالیٰ کا سکندرانہ جلال

شیخ القرآن دور حاضر کے ایک عظیم عبقری شخصیت گزرے ہیں۔توحید وسنت کے چمن کا دیدہ ور، دور اندیش، تفسیر وحدیث، فقہ اور تاریخ کے میدانوں کا شہسوار اور باطل پر کاری ضرب لگانے والے نمایاں صفات کے حامل اس مرد درویش نے مختلف اوقات میں سیم وزر کا جال توڑا ہے، بھٹو کے دور حکومت میں بعض دنیا پرست علماء اسکی ملاقات کیلئے مختلف حیلے بناتے تھے، اسکی حکومت میں مولوی کوثر نیازی ایک عہدے کا قلم دان سنبھالے ہوئے تھے۔کوثر صاحب کی وساطت سے شیخ موصوف کو پیام ملا کہ بھٹو صاحب آپ کو مشیر بنانے کا ارادہ رکھتے ہیں۔اگر منظور فرمائیں مہربانی ہوگی۔

امام انقلاب نے جواب دیا دو شرطوں کے ساتھ منظور ہے۔
[۱] کاغذی مشیر نہیں ہوں گا جو لوگ خانہ پری کے طور پر اپنے مفادات کیلئے کرتے رہتے ہیں، بلکہ میری رہنمائی اور مشورے کو نفس الأمری وجود دے کر تنفیذ کریں گے۔
[۲] محکومانہ حیثیت کے تصور پر لعنت کرتا ہوں بلکہ بغیر تنخواہ اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مستقل طور پر دین کی خدمت کروں گا۔
ان دو شرطوں کے ماننے کے بعد پھر سوچا جا سکتا ہے، یہ دو شرط لگا کر اس سیف بے نیام نے سیم وزر کے بت کو پاش پاش کر کے سکندرانہ جلال کا ایک ریکارڈ رقم کیا۔
پھر ایک نجی مجلس میں کوثر نیازی صاحب نے کہا:
[۱] شیخ موصوف اس دور کا ایک ابن تیمیہ سمجھ لیجئے۔
[۲] قرآنی مشن پھیلانے قرآن فہمی اور قرآن دانی میں یہ اپنی مثال آپ ہے۔

قلندرانہ ادائیں، سکندرانہ جلال — یہ امتیں ہیں جہاں میں برہنہ شمشیریں

شیر کا بچہ بھی شیر ہوتا ہے

شیخ القرآن مولانا محمد طیب صاحب زید مجدہ کے رگوں میں اسی غیور شیخ کا خون دوڑتا ہے۔ امیر جماعت نے ان کے مسند تدریس اور جاری مشن کی لاج رکھتے ہوئے نیابت کا صحیح حق ادا کیا۔ اللہ استقامت وحفاظت کے ساتھ مزید توفیق دیں۔ وہ بھی قرآن میں غوطہ زن رہتے ہوئے شکار نہیں بلکہ شکاری بننے کے شوقین ہیں۔ مختلف اوقات میں، بعض دلفریب پیش کش ٹکرا کر جماعت کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچایا۔ اگرچہ بعض حکمتوں کیوجہ سے حیطہ تحریر میں اس کالانا پسند نہیں۔ ولا ازکی علی اللہ احدا

قرآن میں ہو غوطہ زن اے مرد مسلمان — اللہ کرے تجھ کو عطا جدت کردار

واقعہ:۱۵ ایک صنف نازک کو دلفریب پیش کش

روداد قفس زینب الغزالی کی ایک قسم آپ بیتی ہے اس کا ترجمہ خلیل احمد حامدی نے کیا ہے۔

ص ۴۹ پر ہے:

ناصر کی خفیہ پولیس کے افسران نے مجھ سے ملاقات کی خواہش کی بلکہ ''سیدات مسلمات''
کو بحال کرنے کیلئے مجھے بڑی بڑی دلفریب پیش کش کرنے لگے، ان پیشکشوں کا حاصل یہ تھا کہ میں
آخرت کے بدلے دنیا خرید لوں مثلاً اُنہوں نے مجھ سے کہا کہ وہ اس بات پر تیار ہیں کہ '' سیدات
مسلمات'' کا مجلہ بحال کر دیا جائے، اور میں ہی اس کی طابع و ناشر اور میں ہی اسکی رئیسۃ التحریر ہوں۔
مجھے تین سو پونڈ ماہانہ تنخواہ بھی دی جائے گی میں نے کہا یہ ناممکن ہے۔

اس طرح ان لوگوں نے مجھے یہ بھی پیش کش کی کہ وہ تنظیم کا مرکزی دفتر بھی کھول دیتے ہیں
اور اسکے لئے بیس ہزار پاؤنڈ سالانہ اعانت بھی دیا کریں گے مگر یہ دفتر سوشلسٹ یونین کا ایک شعبہ ہوگا۔
اس پر بھی میں نے یہ جواب دیا کہ ''اگر اللہ نے چاہا تو ہمارا کام خالصۃً اللہ کیلئے ہوگا ہم ایسا کوئی کام نہ
کریں گے جس کا مقصد لوگوں کو گمراہ کرنا یا ان کی آنکھ میں خاک جھونکنا ہو، جو لوگ اسلام کو کسب معاش
کا ذریعہ بناتے ہیں وہ اسلام کی کوئی مفید خدمت نہیں کر سکتے۔

قرآن ہی کرے گا ان بی بیوں کو پیدا پاکیزہ تخم جب ہوں، عمدہ درخت بھی ہو

مندرجہ بالا واقعات کے بعد اسکی وضاحت ضروری ہے کہ کسی سے اپنا حق وصول کرنا اور اصول پر سودا
بازی کرنا دونوں الگ الگ چیزیں ہیں، اپنا حق تو چھین کر چین سے بیٹھ جائیں۔ اس طرح انعام اور کسی
صلہ سے نوازنا اور یا ھدیہ اور تحفہ اگر مناسب سمجھے قبول کرنا الگ ہے اور اسکی وجہ سے موقف میں لچک پیدا
کر کے جس کا کھائے اس کا گائے، کی پالیسی پر چلنا دوسری بات ہے اسکی حوصلہ افزائی نہیں بلکہ حوصلہ
شکنی کی جائے گی۔

ابن مبارکؒ کی تجارت اور مبارک ہستیوں کی امداد

علامہ ذہبیؒ نے ایک واقعہ لکھا ہے:

ان ابن المبارك كان يتجر و يقول لو لا خمسة ما تجرت، السفيانان و فضيل
و ابن السماك و ابن عليه فيصلهم فقدم سنة فقيل له قد ولى ابن عليه القضاء فلم يأته و لم

بصله . فركب ابن علية اليه فلم يرفع له عبدالله رأساً فانصرف فلما كان من غد كتب اليه رقعة يقول : قد كنت منتظرا لبرك و جئتك فلم تكلمني ، فما رأيت مني ؟ فقال ابن المبارك يأبى هذا الرجل الا ان نقشر له العصا ثم كتب اليه السريع ـ

يا جاعل العلم له بازيا	يصطاد اموال المساكين
احتلت الدنيا و لذاتها	بحيلة تذهب بالدين
فصرت مجنونا بها بعد ما	كنت دواء للمجانين
اين رواياتك في سردها	لترك أبواب السلاطين
اين رواياتك فيما مضى	عن ابن عون و ابن سيرين
ان قلت اكرهت فذا باطل	زل حمار العلم في الطين

[میزان الاعتدال ۱:۳۷۴]

عبداللہ بن مبارک تجارت کیا کرتے تھے اور فرماتے کہ اگر یہ پانچ اشخاص نہ ہوتے تو میں تجارت نہ کرتا۔سفیان ثوری، سفیان بن عیینہ، فضیل بن عیاض، ابن سماک اور ابن علیہ رحمہم اللہ۔عبداللہ ان کو صلہ اور خلعت سے نوازتے ایک سال جب تشریف لائے تو اسے خبر دی گئی کہ ابن علیہ کو قضاوت کا قلمدان سونپا گیا ہے۔اس کے پاس آئے اور نہ کسی صلہ سے نوازا،ابن علیہ سواری پر سوار ہو کر عبداللہ کے پاس تشریف لائے لیکن عبداللہ ٹس سے مس نہ ہوئے اور ابن علیہ واپس جانے لگے جب صبح ہوئی تو اسے رقعہ لکھا کہ میں آپ کے احسانات کا منتظر تھا اور آپ کے پاس آیا لیکن پھر بھی آپ نے میرے ساتھ بات تک بھی گوارا نہ کی، آخر آپ نے مجھ میں کیا دیکھا؟

عبداللہ ابن المبارک نے فرمایا کہ یہ تو یہی چاہتا ہے کہ میں اس کو ڈنکے کی چوٹ حقیقت آشکارا کروں تو فوراً جوابی خط اسکی طرف بھیجا۔

اے وہ شخص جس نے علم سے باز بنایا ہے کہ مسکینوں کا مال شکار کر سکے۔دنیا اور اسکے لذات کیلئے آپ نے وہ حیلے بنائے جس سے تیرا دین رخصت ہونے لگتا ہے۔پہلے دیوانوں کیلئے آپ ایک

معالج اور اکسیر تھے اب تو خود دنیوی لذات کا دیوانہ بن گئے آپ کے نقل کردہ وہ روایات کہاں ہیں جن میں بادشاہوں کے دروازے چھوڑنے کے تذکرے ہیں۔آپ کے وہ روایات کہاں گئیں جو ابن عونؒ اور ابن سیرینؒ سے پہلے آپ نقل کیا کرتے تھے، اگر کہو کہ مجھے مجبور کیا گیا تو میں یہ عذر نہیں مانتا، بس علم کا ایک گدھا کیچڑ میں پھسل گیا۔

آگے علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ اس نے ہارون الرشید کا دیا ہوا بوریا بستر لپٹتے ہوئے اس سے کہا میں خطاء پر صبر نہیں کرسکتا میرے بڑھاپے پر رحم کر اسلئے استعفٰی منظور کریں۔ہارون الرشید نے کہا شائد اس پاگل نے تمہیں برانگیختہ کیا۔اس کے بعد عبداللہ بن مبارک نے ابن علیہ کو تحفہ کے طور پر روپوں کی تھیلی پیش کی۔

ہر شیخ یہ کہتا ہے عقائد میں تو یہ ہیں توحید یہ کہتی ہے زوائد میں تو یہ ہیں

غیب سے دینار برآمد

علامہ ابن قیمؒ نے ایک واقعہ نقل کیا ہے:

و سئل ﷺ عن رجل جلس لحاجته فأخرج جرز من جحر دينارا ثم أخرج آخر ثم آخر حتٰى اخرج سبعة عشر دينارأ ثم أخرج طرف خرقة حمراء فأتى بها السائل رسول ﷺ فأخبره خبرها و قال خذ صدقتها قال ارجع بها لا صدقة فيها بارك الله لك فيها ثم قال لعلك أهويت بيدك في الجحر قلت لا والذى اكرمك بالحق فلم يفن آخرها حتٰى مات . [اعلام الموقعين ۴:۴۱۵]

آپ سے ایسے شخص کے متعلق پوچھا گیا جو ایک جگہ اپنی ضرورت کی وجہ سے بیٹھا ہوا تھا، تو ایک چوہے نے بل سے ایک دینار نکالا، پھر لگاتار دینار نکالتا رہا یہاں تک کہ (۱۷) دینار نکالے پھر ایک سرخ رومال کا ایک ٹکڑا بھی نکالا (کہ اور دینار نہیں ورنہ نکالتا) تو سائل نے اس واقعے کی خبر محبوب کائنات کو دی اور کہنے لگا کہ ان دینار سے اللہ کا حق وصول کیجئے۔محبوب ﷺ نے فرمایا: دینار اپنے ساتھ لے جاؤ اس میں صدقہ نہیں۔اللہ یہ آپ کیلئے مبارک کرلیں۔پھر پوچھا شائد تم نے اس سوراخ میں ہاتھ ڈالا ہو؟ میں نے کہا جس ذات نے آپ کو حق کے ساتھ اکرام سے نوازا ایسا بھی تو نہ ہوا۔مرتے دم تک

یہ دینار ختم نہیں ہوئے۔

اب اس واقعہ سے اس شخص کی ایک کرامت کا بیان ہے اور یرزقه من حیث لا یحتسب کا آنکھوں دیکھا حال اس شخص نے دیکھا۔اور آپ ﷺ کے دعا کی برکت کا ذکر ہے۔اگر کوئی واقعی اللہ پر اعتماد کرنے کی دولت سے مالا مال ہو تو مکنون الغیب سے اس کے ضروریات ان شاء اللہ پورے کیے جائیں گے۔

عامر بن عبد قیس کے دراہم میں برکت

علامہ ابن تیمیہؒ لکھتے ہیں:

و کان عامر بن عبد قیس یأخذ عطائه الفی درهم فی کمه و ما یلقاه سائل فی طریقه الا اعطاه بغیر عدد ثم یجئی الی بیته فلا یتغیر عددها و لا وزنها.

[مجموع الفتاویٰ ۶ : ۱۵۵]

عامر اپنے آستین کے جیب میں ۲ ہزار درہم لے کر باہر نکلتے،راستہ میں جو بھی سائل ملتا اسے گنتی کے بغیر دینے لگتا پھر جب گھر تشریف لے آتے۔تو گنتی اور وزن میں کوئی فرق نہ ہوتا۔

کیا اہل تبلیغ کو انگریز روپے دیتے ہیں؟

بریلوی ایک عبارت کو ہوا دیتے ہیں۔اس طرح بعض دیگر شخصیات کے وہ مقلدین جو جمود کی حد تک کسی شخص کی وجہ سے اپنا ایجنڈا تبدیل کرتے ہیں۔اصلی حقیقت کو چھپانے کیلئے وہ بھی دانستہ یا نا دانستہ اس منفی پروپیگنڈے کا حصہ بنتے ہیں کہ اہل تبلیغ کو انگریز روپے دیتے ہیں۔" جماعت تبلیغ پر اعتراضات کے جوابات" کتاب شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ کی تصنیف ہے جو مکتبہ اصلاح معاشرہ بنوری ٹاؤن کراچی نے شائع کیا ہے۔اسی کتاب کے ص: ۷۰ پر ہے:

مخالفین مکالمۃ الصدرین کی ایک عبارت کو بہت جلی قلموں سے شائع کرتے ہیں کہ اہل تبلیغ کو حکومت انگریز کی طرف سے روپے ملتے ہیں،اب تو وہ حکومت بھی نہیں رہی وہ دور بھی ختم ہو گیا لیکن چونکہ اس عبارت سے اب بھی غلط فہمی پھیلاتے ہیں اسلیئے مستقل نمبر پر جو (۱۳) میں آرہا ہے لکھنا پڑا۔

لوگ مولانا کی طرف سے نسبت کئے ہوئے جھوٹے الفاظ کو بہت کثرت سے شائع کرتے ہیں اور مولانا مرحوم کی مؤکد تردید کو جو مولانا نے کفیٰ باللہ شھیدا کے ساتھ کی ہے نظر انداز کرتے ہیں......الخ۔

مکالمۃ الصدرین کی حقیقت

مذکورہ کتاب کے ص: ۸۰ پر شیخ الحدیث رقم طراز ہے:

ایک قدیم اور بہت پرانا اعتراض جو ابتداء میں تو اپنی جماعت میں بہت زوروں پہ چلا اخبارات، اشتہارات میں مخالفین نے بہت اچھالا لیکن مولانا حفظ الرحمٰنؒ اور حضرت مدنی قدس سرہ کی تردید کے بعد اپنی جماعتیں تو علی الاعلان اس کو ذکر نہیں کرتی تھیں لیکن اذا خلا بعضھم الی بعض اشارۃ کنایۃ اب بھی اس کی یاددہانی کرتے ہیں لیکن دوسری جماعتوں کے لوگ اس وقت بھی اپنے اشتہارات کی موٹی اور جلی سرخیوں اور رسائل میں لکھتے رہتے ہیں وہ یہ کہ اس تبلیغ کو ابتدا میں انگریزوں کی طرف سے پیسے ملتے تھے۔

یہ روایت مولانا حفظ الرحمٰنؒ کی طرف سے ''مکالمۃ الصدرین'' سے نقل کی گئی ہے اس میں لکھا ہے کہ مولانا حفظ الرحمٰنؒ نے کہا کہ مولانا الیاسؒ کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداءً حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا پھر بند ہو گیا۔ [مکالمہ]

مولانا حفظ الرحمٰنؒ اپنی جماعت کے ذمہ دار حضرات میں سے اور جمعیۃ العلماء کے ناظم عمومی اور تبلیغ کے خاص معاونین میں سے تھے ان کی شہادت ایسی نہ تھی کہ اس کو نظر انداز کیا جائے اس لئے اس روایت نے بہت شہرت پکڑی لیکن چند ماہ بعد جب حضرت شیخ الاسلام مدنی نور اللہ مرقدہ نے اس مکالمۃ الصدرین کی تردید اور اس روایت کی تردید میں ایک رسالہ کشف الحقیقت لکھا اور اس میں مولانا حفظ الرحمٰن صاحب کی طرف سے اپنے اس قول کی تردید ان الفاظ سے لکھی کہ، اس وقت فوری طور پر ایک ایسے افتراء، بہتان اور کذب بیانی کی تردید ضروری سمجھتا ہوں جس سے عمداً وقصداً مرتب صاحب نے بعض مخلصین کے درمیان معاندانہ افتراق پیدا کرنے اور غلط فہمی میں ڈال کر بغض وعناد کے قریب تر لانے کی سعی ناکام فرمائی ہے۔ میرا روئے سخن مکالمۃ الصدرین کی اس عبارت کی جانب ہے۔ کفی

باللہ شھیدا۔

اس کا ایک ایک حرف افتراء اور بہتان ہے میں نے ہرگز ہرگز یہ کلمات نہیں کہے اور نہ مولانا الیاس صاحبؒ کی تحریک کے متعلق یہ بات کہی گئی۔ سبحانک ھذا بھتان عظیم. مرتب صاحب نے اپنی روانی طبع سے اس کو گھڑ کر اسلئے میری جانب منسوب کرنا ضروری سمجھا کہ اس کے ذریعہ سے حضرت مولانا الیاسؒ کی تحریک سے والہانہ شفقت رکھنے والے ان مخلصوں کو بھی جمعیت علمائے ہند سے برہم اور متنفر کرنے کی ناکام سعی کریں جو جمیعت علمائے ہند کے اکابر و رفقاء کار کے ساتھ بھی مخلصانہ عقیدت اور تعلق رکھتے ہیں اب یہ قارئیں کا اپنا فرض ہے کہ وہ اس تحریک کو صحیح قرار دیں جس کی بنیاد شرعی اور اخلاقی احساسات کو نظر انداز کر کے محض جھوٹے پروپیگنڈے پر قائم کی گئی ہے یا اس سلسلہ میں میری گزارش اور تردید پر یقین فرمائیں۔ البتہ میں مرتب کی اس بے جا جسارت کے متعلق اس سے زیادہ اور کیا کہہ سکتا ہوں کہ الی اللہ المشتکی 'واللہ بصیر بالعباد .

وہ فریب خوردہ شاہین کہ پلا ہو گرگسوں میں اسے کیا خبر کہ کیا ہے وہ رسم شاہبازی

راقم اثم کے پاس موجودہ تبلیغی جماعت کے اکابرین کے ایسے مستند واقعات موجود ہیں۔ کہ ان سے ان غیرت مند فقیروں کا ایمانی ذوق آسانی کے ساتھ معلوم ہوسکتا ہے۔

صوبہ پختون خواہ کے سابق وزیر اعلیٰ میر افضل صاحب نے لاکھوں روپے کا چک مردان مرکز کیلئے تبلیغیوں کے مزاج کا لحاظ نہ رکھتے ہوئے العم المحترم الداعی الکبیر شیخ حبیب الحق زید مجدہ ،المعروف ''شیوے مولوی صاحب'' کے نام کاٹ کر بھیجا تھا لیکن دین کے اس صحیح داعی نے حق ،کا حق ادا کر کے نہایت ادب واحترام سے چوتھے نمبر پر عمل کرتے ہوئے شکریہ کے ساتھ واپس کیا اور بعد میں پشاور مرکز کے اکابرین نے بھی لاکھوں روپے ٹکرا کر اپنی قوت حیدری اور ایمانی قوت کی لاج رکھ دی۔

تری خاک میں ہے اگر شرر تو خیال فقر و غنا نہ کر کہ جہاں میں نان شعیر پر ہے مدار قوت حیدری

تصویر کا دوسرا رخ ،حکومت وقت کا مذہب ظاہر کرنا

امام ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ یوسف بن قزعلی نے دنیوی مفادات کی وجہ سے فقہی مسلک چھوڑا ہے۔

[تاریخ اسلام۱۴: ۸۵]

اور حسن بن سلیمان الانطا کی، روافض کا مذہب اسلئے ظاہر کرنا چاہتا تھا کہ حکومت وقت کا عقیدہ روافض کا تھا اور علامہ ذہبیؒ نے لکھا ہے: شاهدت ذالك منه.

میں نے خود اس کا مشاہدہ کیا۔ [تاریخ اسلام۹: ۲۰۱]

بدرالدین صاحب الموصل نے ''ہلاکو'' کی اطاعت قبول کی و أعانه علی مراده فأقره علی بلده و قرر علیه ذهباً کثیراً فی السنة. [تاریخ اسلام۱۴: ۱۵٦]

ہلاکو نے اس کے مراد کو پورا کرنے میں تعاون کر کے اسکو اپنے گاؤں پر برقرار رکھا نیز اسکے لئے سالانہ بہت سونا مقرر کیا۔

ترے بلند مناصب کی خیر ہو یارب　　　　کہ ان کے واسطے تو نے کیا خودی کو ہلاک

بدنام زمانہ ابن العلقمی نے تاتاریوں سے دنیوی مفادات لئے۔ [تاریخ اسلام۱۴: ۱۵]

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

واقعہ قبیحہ کا عنوان لگا کر علامہ ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ ایک سردار عیسائی بنا تا کہ وہ لڑکی نکاح کے طور پر لے سکے جس کی وجہ سے ملک کا حکمران بن جائے۔ نعوذ باالله من الخذلان. اس بدبخت نے شادی رچادی۔ وہ لڑکی اپنے مملوک پر فریفتہ تھی اور شوہر حیا سوز قبائح دیکھنے کے بعد اور لچر باتیں سن کر بھی خاموش رہتے۔ ایک دفعہ بیوی کو رنگ لیاں مناتے ہوئے اس پر انکار کرنے لگے، تو بیوی نے ڈانٹ پلائی۔ پھر حسن کے دام میں کسی اور کم بخت کو گرفتار کیا یہ بے غیرت بیوی اور ایمان دونوں سے محروم ہوا۔ [تاریخ اسلام۱۳: ۲۵٦]

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم　　　　نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

اور

یہ فقر مرد مسلمان نے کھو دیا جب سے　　　　رہی نہ دولت سلمانی و سلیمانی

افسوس آج کل بھی بعض خود غرض اشخاص کتابوں، مدرسوں، تزکیوں، تنخواہوں، شادیوں،

مدینہ یونیورسٹی کے داخلوں، تدریس کے حصول مراعات اور چندوں کی وصولی کیلئے خودی اور خودداری کو ملحوظ نہ رکھتے ہوئے عجیب قسم پاپڑ بیلتے ہیں اور اگر کہیں کسی کو ایک کاغذی عہدے کا پیراہن پہنایا گیا تو اس سے اسکے ''انا'' کی تسکین صرف نہیں ہوتی بلکہ ایجنڈا پر پورا اترنے کیلئے تن، من، دھن کی بازی لگا کر اول آنے کی کوشش کرتے ہیں۔اور ''ثرثار'' متشدق اور متفیہق بن کر اللہ تعالی کے غضب کو مول لیتے ہیں

مالداری کا تعلق تقدیر سے ہے

امام رازی شافعی مسلک کے مایہ ناز عالم گزرے ہیں، حافظ ابن کثیر نے انکے حالات میں لکھا ہے کہ اسّی ہزار دینار ملکیت کے علاوہ ان کے پچاس ترکی غلام تھے، سامان، کپڑوں، سواریوں اور ہر قسم کے آرائش و آسائش کے سامان سے آراستہ تھے۔اگرچہ مؤرخ ابن کثیر ان سے کچھ نالاں نظر آتے ہیں۔لکھا ہے:

و کان یصحب السلطان و یحب الدنیا و یتسع فیها التساعا زائدا و لیس ذالك من صفة العلماء. [البدایہ والنہایہ۷:۶۶]

ان کی مصاحبت بادشاہ کے ساتھ تھی دنیا پسند کرتے اور انتہائی وسعت سے زندگی گزارتے تھے، اور یہ علماء کی صفت نہیں۔

علامہ ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ جب وہ سواری پر سوار ہوتے ان کے ارد گرد تقریبا تین سو فقہاء چلتے تھے۔امام رازی جب ''ری'' شہر پہنچے۔

و کان بها طبیب حاذق له ثروة و نعمة و له بنتان و لفخر الدین ابنان فمرض الطبیب فزوج بنته بأبنی الفخر و مات الطبیب فاستولی الفخر جمیع امواله و من ثم کانت له النعمة و لما وصل الی السلطان شهاب الدین الغوری بالغ فی اکرامه والأنعام علیه و حصلت له منه اموال عظیمة و عاد الی خراسان واتصل خوارزم شاه محمد بن تکش و حظی عنده ونال اسمیٰ المراتب . [تاریخ اسلام۱۲:۶۵۷]

''ری'' شہر میں ایک ماہر طبیب تھے ان کا ایک دبدبہ تھا اور مالدار تھے۔اس طبیب کے دو بیٹیاں تھیں

۔اور امام رازی کے دو بیٹے تھے۔طبیب خود بیمار ہوا اور فخر الدین رازیؒ کے دونوں بیٹوں کے ساتھ اپنی لڑکیوں کا نکاح کرایا، جب طبیب مر گئے، تو امام رازیؒ ان کے تمام مال و دولت کا مالک بن گئے جب امام شہاب الدین غوری کے پاس پہنچا تو انعامات سے نوازا اور ان کے اکرام میں حد سے گزرا۔اور بادشاہ کی طرف سے ان کو بڑا مال ملا۔اور جب خراسان پہنچے اور شاہ خوارزم سے ملا، ان کے پاس بھی اسکی قسمت جاگ اٹھی اور وہاں بھی اونچے مرتبہ پر فائز ہو گئے۔

اللہ نے جب تقدیر میں مالدار ہونا لکھا تھا تو اللہ نے صحیح راستہ کے ذریعہ انہیں مال سے مالا مال کر دیا اور مسبب الاسباب نے اس کیلئے مناسب اسباب بھی پیدا کئے۔

نواب صدیق حسن خان کی نوابی کیسے؟

نواب صدیق قنوجیؒ کے والد اس وقت اللہ کو پیارا ہو گیا جب اسکی عمر چھ سال تھی۔فصار فی جحر والدته يتيما فقيرا جب دہلی گیا تو مفتی صدر الدین نے ایک نواب کے گھر میں ٹھہرایا۔ثم سافر للأسترزاق و انزله سائق التقدير ببلدة بهوفال فولاه الوزير جمال الدين الصديقي الدهلوي تعليم اسباطه .

رزق کے چکر میں سفر کیا اور تقدیر کے چلانے والے نے اسے بھوپال شہر میں ٹھہرایا۔وزیر جمال الدین نے اپنے بچوں کیلئے اسے اتالیق بنایا۔پھر یہاں ''طوک'' نامی گاؤں پہنچا تو سید احمد شہید کے بھانجے سید زین العابدین کے پاس ٹھہرنے لگا تو ایک وزیر کے سفارش کی وجہ سے ماہانہ اس کا ۸۰ روپے روزینہ مقرر کیا۔پھر عرب جا کر یمن کے محدث سے اجازت لی۔بھوپال واپس آ کر نوکر ہوا پھر بھوپال کے ملکہ نواب شاہ جہان کے دل میں اللہ نے اسکی محبت ڈال دی۔

وكانت أيما مات زوجها النواب باقي محمد خان قبل سنوات و قد احترحت عليها الحكومة الانجليزيه بالزواج ليكون زوجها بجوارها يساعدها في شئون الحكومة والادارة فتزوجت به لما علمت من شرف نسبه و غزارةعلمه واستقامة سيرته

یہ ایک بیوہ عورت تھی جس کا شوہر باقی محمد چند سال پہلے وفات ہو چکے تھے اس عورت پر فرنگی حکومت کی

طرف سے شادی کرنے کا اصرار تھا تا کہ اس کا شوہر حکومت اور سرکاری امور میں اس کا ہاتھ بٹائے اس بیوہ نے جناب صدیق حسنؒ کے ساتھ اسلئے نکاح کیا کہ اسکے نسبی شرافت، علم کی فراوانی اور اسکی سیرت کی استقامت کا اسے علم تھا۔ آگے اس عورت کی وساطت سے اسکی مالداری کا داستان "الاعلام بما فی تاریخ الهند من الأعلام " ۸:۲۰۲ پر موجود ہے۔

اور آگے لکھا ہے:

والعجب انه کان یصلی علی طریقة الأحناف فلا یرفع الأیدی فی المواضع غیر تکبیر التحریمة ولا یجهر بآمین بعد الفاتحة ولا یضع یده علی صدره .

جناب صدیق صاحب ایک وتر اور ۸ تراویح کرتے تھے لیکن اسکی نماز اَحناف کے طریقہ پر تھی۔ تکبیر تحریمہ کے علاوہ دیگر مقامات میں رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔ فاتحہ کے بعد آمین زور سے نہیں کہتے تھے اور نہ سینہ پر ہاتھ رکھتے تھے۔

واضح رہے کہ امام الکلام: ۷ پر مولانا عبدالحی لکھنویؒ نے بعض افاضل قنوج کہہ کر انکی خوب خبر لی۔ جو ان کا ہم عصر بھی رہے اسکا لکھنا مناسب اس لئے نہیں کہ اس کا تعلق کتاب کے موضوع کے ساتھ نہیں۔ یہاں صرف اسلئے ان کا ذکر کیا کہ جب اللہ کسی کی مالداری کا فیصلہ کرے تو کہیں سے اسباب بنا کر تونگری دیتا ہے۔

قد یجمع المال غیر آکله و یأکل المال غیر من جمعه

کبھی انسان مال جمع کرنے کے باوجود نہیں کھا سکتا اور کبھی وہ شخص مال کھانے لگتا ہے جس نے مال جمع نہ کیا ہو۔

نوٹ: امام ذہبی نے میزان الاعتدال میں ہم عصر کے جرح کے متعلق اعتدال کی بات لکھی ہے:

قلت : کلام الأقران بعضهم فی بعض لا یعبأبه لا سیما اذا لاح لك انه لعداوة او لمذهب او لحسد ما ینجوا منه الا من عصم الله و علمت ان عصراً من الأعصار سلم اهله من ذالك سوی الأنبیاء والصدیقین ولو شئت سردت من ذالك کراریس اللهم فلا تجعل فی قلوبنا غلا للذین آمنوا . [میزان الاعتدال ۱:۱۱۱ مکتبہ رحمانیہ لاہور]

میں کہتا ہوں ہم عصر اگر ایک دوسرے پر کلام کریں تو اسکو کوئی اہمیت نہیں دی جائے گی خصوصاً جب یہ عیاں ہو کہ یہ کلام دشمنی، مذہبی مخالفت یا حسد کی وجہ سے ہے، اس سے سوائے اس کے کہ اللہ بچائے کوئی بچا نہیں اور مجھے علم ہے کہ انبیاء اور صدیقین کے علاوہ کسی بھی زمانہ میں کوئی بھی اس سے محفوظ نہیں اگرچہ میں چاہوں تو اس پر سیر حاصل بحث کر کے رجسٹروں کے رجسٹر لکھ سکتا ہوں یا اللہ ہمارے دلوں میں ان مخلص مؤمنوں کیلئے کوئی کدورت اور کینہ نہ رکھ۔ انتہی

یہ تبصرہ علامہ ذہبی نے اس وقت کیا ہے جب ابن مندہ محدث نے ابونعیم الاصفہانی پر کچھ کلام کیا ہے ناچیز کی کتاب میں بھی اگر ہم عصر نے اپنے کسی ہم عصر پر اپنی رنجش ظاہر کی ہو تو مندرجہ بالا قاعدہ ملحوظ خاطر رہے ہاں اگر ہم عصر کی بات مدلل ہو اور وہ کسی پر بلا تعصب تنقید کرے تو یہ دین کی خدمت ہے۔

ان البدار برد شئی لم تحط   علماً به سبب الی الحرمان

جب معلوم ہو کہ ایک ہم عصر تعصب اور ضد کی وجہ سے گالی گلوچ پر اتر آیا ہے تو واذا خاطبهم الجاهلون قالوا سلاماً پر عمل کریں اور یہ تصور کر لیں کہ اس کمینے کا کلام کسی اور کی طرف متوجہ ہے۔

ولقد امر علی اللئیم یسبنی   فمضیت ثمه قلت لا یعنینی

تونگری بہ دل است نہ بمال

سلیمان مہلبی نے خلیل بن احمد کو ایک لاکھ درہم بھیجے۔

و طالبه بصحبته فرد عليه و كتب اليه هذه الأبيات :

ابلغ سليمان انی عنه فی سعة   و فی غنی غير انی لست ذا مال

سخی بنفس انی لا اریٰ احدا   يموت هزلا ولا يبقیٰ علی حال

فالرزق عن قدر ل ا العجز ينقصه   ولا يزيدك فيه حول محتال

والفقر فی النفس لا فی المال نعرفه   ومثل ذاك الغنیٰ فی النفس لا المال

سلیمان نے مطالبہ کیا کہ میری مصاحبت اختیار کرو۔ رقم واپس کر کے یہ اشعار لکھ کر بھیجے سلیمان کو میرا یہ پیام پہنچا دو، کہ میں اس سے زیادہ وسعت اور مالداری میں ہوں اگر چہ میں مالدار نہیں ہر وہ شخص کا حق

ہے میں نے کسی کو مالی کمزوری کی وجہ سے مرتے ہوئے نہیں دیکھا اور نہ کسی کو ایک حال پر قائم دیکھا۔ رزق تقدیر سے ملتا ہے نہ عجز اسے کم کرسکتا ہے اور نہ کسی حیلہ او طاقت سے اس میں اضافہ ہوسکتا ہے، تم اس سے آگاہ ہو کہ فقر کا تعلق مال و دولت سے نہیں بلکہ دل کی محتاجی سے ہے اور اس جیسی چیز کا تعلق دل کی تونگری سے ہے۔ مال سے نہیں۔ [نظم الدرر تحت آیت سورۃ النحل]

امام ابوحنیفہ کا کوفہ کے گورنر کو دلیرانہ جواب

اسماء الرجال کی کتابوں میں مسعر بن کدام کا ایک دلچسپ فقرہ ہے:

من صبر على الخل والبقل لم يستعبد.

جس نے سرکہ اور ترکاری پر صبر کرنے کا اپنے آپ کو عادی بنایا وہ کبھی غلام نہیں بنایا جاسکتا، مولانا مناظر احسن گیلانی نے لکھا ہے کہ امام محمد بن حسن الشیبانیؒ ''امام'' کے متعلق یہ روایت کرتے تھے کہ والی کوفہ عیسیٰ بن موسیٰ کے دربار میں امام نے عربی کے شعر پڑھے:

کسرة خبز و تعب ماء و فر د ثوب مع السلامة

خير من العيش فی نعيم يكو ن بعد ها الملامة

بعضوں کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ منصور کے سامنے بھی یہ اشعار دہرائے گئے تھے۔ یہ روٹی کا ٹکڑا، پانی کا پیالہ اور سلامتی کے ساتھ ایک جوڑا کپڑا نعمتوں کی اس زندگی سے بہتر ہے جسکے بعد پشیمانی ہو۔

امام احمدؒ کا مال قبول نہ کرنا

خلیفہ متوکل نے برسر اقتدار آکر آپ کو رہا کردیا اور آپ کو بلا کر مال کی پیشکش کی مگر آپ نے قبول نہیں فرمایا۔ [طبقات ابن سعد اردو ترجمہ ۴:۲۳۸]

امام مالکؒ کا مشروط دینار کو ٹکرانا

امام ذہبیؒ لکھتے ہیں:

مہدی نے امام مالکؒ کو دو یا تین ہزار دینار کے مالک بنانا چاہا کہ مدینہ چھوڑ کر بغداد میں رہائش اختیار کر لیکن امام صاحب نے جواب دیا کہ ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ حدیث میں ہے: المدینة خیر لهم لو كانوا يعلمون والمال عندی علی حاله .

میرے پاس مال جوں کا توں موجود ہے۔[تذکرۃ الحفاظ ا:۱۵۵]

استاذ المفسرین شیخ القرآن علامہ محمد طاہر کا استغناء

اس بحث کے آخر میں شیخؒ کا ایک واقعہ نقل کیا جاتا ہے جسکا راوی پنج پیر کے جامعۃ الامام علامہ محمد طاہر کا مفتی استاذ العلماء سراج الدین صاحب ہے کہ ڈیرہ اسماعیل خان کے ایک آدمی نے بیس ہزار روپے مدرسہ کے چندہ کیلئے دینا چاہا اور ڈیرہ کے مقامی احباب انہیں نہیں پہچانتے تھے۔ چندہ نہیں لیا ۔رقم واپس کر کے فرمایا کہ پہلے کاغذ پر اپنا عقیدہ لکھ کر بھیج دیں۔ بعد میں چندہ لینے پر غور کیا جائے گا۔

خوش تر آبا شد کہ سر دلبراں   گفتہ آید در حدیث دیگراں

شیخ القرآنؒ جانتے تھے کہ

اے طائر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی   جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

باب الکسب

دین اسلام دین فطرت ہے۔قرآن وسنت نے رھبانیت کی حوصلہ شکنی کی ہے اگر اللہ کسی کو مکمل دین کے شاہراہ پر چلنے کے ساتھ ساتھ حلال مال سے دنیا دیں تو ما أحسن الدين و الدنيا اذا اجتمعا کا مصداق ہے۔

حدیث میں ہے: ان الله ليعطى الدنيا من يحب ولا يحب، ولا يعطى الأيمان الا من يحب .

[أخرجه الحاكم فى المستدرك صحيح الاسناد]

اللہ دنیا ہر کسی کو بھی دیتے ہیں چاہے اللہ کو پسند ہو یا نہ ہو لیکن ایمان کی دولت سے اسی ہی کو نوازتا ہے جو رب العالمین کا محبوب ہو۔

مسائل کے حل کیلئے اعمال صالحہ، ایمان کے بعد بہترین سبب ہے۔اس کے ساتھ ساتھ جائز

کسب اختیار کرنے کی اہمیت اور فضیلت پر دین اسلام نے زور دیا ہے۔امام سرخسیؒ نے اپنی مایہ ناز وضخیم کتاب مبسوط کے جلد پانچ پر بـاب الـکسـب کاعنوان قائم کرکے اسکی افادیت کواجاگر کیا ہے۔جسکی تفصیل ابھی ان شاء اللہ آنے والی ہے۔

ترکی خان نے لوگوں پر ناجائز محصول عائد کیۓ تھے،شمس الأئمہؒ نے اس محصول کے نہ دینے پر لوگوں کوابھارا کہ انکار کردیں حکومت کی طرف سے سخت سزائیں آپ کو دی گئیں آخر کنویں میں قید کر دیۓ گئے۔طلبہ کنویں کے من پر بیٹھ جاتے اور شمس الائمہ اندر سے املاء کراتے تھے۔کتاب کے مختلف مقامات پراس کاذکر ہے کہ کتاب اس فصل تک پہنچی ہے،اور میں ابھی قید ہی کی سزا بھگت رہا ہوں۔

کنویں میں تو نے یوسف کوجودیکھا تو کیا دیکھا   ارے غافل جومطلق تھا مقید کردیا تو نے[اقبال]

قرآن کریم کے رجال کار

سورۃ النور میں ارشاد ہے:

رجال لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله وا قام الصلوٰة وايتاء الزكوٰة.

ایسی تجارت جوخوف خدا سے مانع نہ ہو۔اسکے ہوتے ہوۓ نماز کی پابندی اور ذکر وتلاوت اسکا شعار ہو۔اور مال سے زکوٰۃ نکال کراللہ کی خوشنودی کا خواہاں ہو۔

ایسے رجال کار کی مدح قرآن میں ہےاس آیت کے نیچےعلامہ ابن عطیہ اندلسیؒ نے المحرر الوجیز میں لکھاہے:

قال كثير من الصحابة رضوان الله عليهم نزلت هذه الاية في أهل الأسواق الذين اذا سمعوا النداء بالصلوٰة تركوا كل شغل و بادروا اليها .

اکثر صحابہ یہی فرماتے ہیں کہ یہ آیت ان بازار والوں کے بارے میں نازل ہوئی جب نماز کیلئے اذان سنتے ہر شغل چھوڑ کرنماز کی طرف جلدی کرتے۔

اور تجارة عن تراض منكم کے نیچے ابن عطیہ اندلسی نے لکھاہے:

فاكل الأموال بالتجارة جائز بأجماع الائمة .

حلال کمائی اور راستگوئی میں دین کا راز مضمر ہے۔

سر دین، صدق مقال، اکل حلال　　　خلوت وجلوت تماشائے جمال [اقبال]

نوٹ :ابن عطیہؒ کے متعلق ملا علی قاریؒ نے مرقات کے جلد اول میں لکھا ہے کہ یہ اعتزال میں علامہ زمخشری سے بھی آگے تھے لیکن ان کا اعتزال بہت خفی ہے۔ واللہ اعلم

حدیث سے کسب کی اہمیت

طلب الحلال واجب علی کل مسلم فریضة بعد فریضة پر مسلمان پر حلال کی کمائی واجب ہے یہ ایک فرض کے بعد دوسرا فرض ہے۔اگر چہ اس روایت کے ایک طریق میں عباد بن کثیر بعض علماء کے ہاں متروک ہے۔

نیک اعمال میں انہماک، اللہ سے مانگنا اور رزق حلال کا طلب شریعت کا حکم ہے۔اسلئے فراخی رزق اعمال کیلئے صحیح اذ کار وادعیہ سے انکار نہیں لیکن اگر خاص تعداد جو شرعی دلیل سے ثابت نہ ہو ۔اور تجربہ کی حد تک شرع نہ سمجھتے ہوئے اس پر عامل ہو تو چنداں مضائقہ نہیں لیکن صلوٰۃ الرسول کے عنوان سے اسے نص سمجھ کر پیش کرنا سینہ زوری ہے،

مولوی صادق سیالکوٹی غیر مقلد کا حوالہ

موصوف نے اپنی کتاب میں جلی عنوان لگایا ہے: فراخی رزق کے اعمال'' پھر لکھتا ہے پہلا عمل صبح بعد نماز ایک سو بار یہ درود شریف پڑھیں۔اللھم صل علی محمد عبدك ورسولك و علی المؤمنین والمؤمنا ت و علی المسلمین والمسلمات پھر یہ آیت (۱۵۶) بار پڑھیں و من یتق الله یجعل له مخرجاً و یرزقه من حیث لا یحتسب جو شخص اس عمل پر مواظبت رکھے گا وہ سعت رزق کا نقشہ دیکھ کر حیران رہ جائے گا صلوٰۃ الرسول ص ۵۱۶ بندہ نے یہ اور اس کتاب میں دیگر بعض وظائف جب دیکھے تو واقعی حیران ہوں۔کہ رنچھوڑ لائن کراچی میں کوئی بریلوی مجرب نسخے عطا فرماتے ہیں۔

سگ مدینہ الیاس عطار بریلوی کا نسخہ

بریلیوں کے تبلیغی نصاب میں ''فیضان سنت'' نامی کتاب ہے۔اس کتاب کی تردید کی توفیق آج تک صادق صاحب کے معتقدین کو نہ ہوئی حالانکہ اس میں اکثر واھیات اور خرافات ہیں۔ فیضان سنت کے ٹائٹل پر لکھا ہے: امیر اہل السنّت مولانا ابوالھلال محمد الیاس عطار اسی کتاب کے ص۵۸۲ پر جعلی عاشق وسعت رزق کا جعلی طریقہ بتلاتا ہے۔اتوار کے دن ناخن کاٹنے والا تنگدستی سے نجات پاتا ہے۔اور[بخاری ا:۵۰۸] پر طویل روایت کے ذیل میں ارشاد نبوی ہے:

و لئن طالت بك حيٰو ة لترين الرجل يخرج ملأ كفه من ذهب او فضة يطلب من يقبله منه فلا تجد احدا يقبله منه .

اے عدی اگر تجھے اللہ عمر دراز نصیب فرمائیں تو ضرور ایک ایسے آدمی کو دیکھو گے جو مٹھی بھر سونے یا چاندی لے کر اسی تلاش میں نکلے گا کہ کوئی اسے قبول کرلے لیکن کوئی قبول کرنے والا مستحق نہیں ملے گا۔

گویا مکمل اسلام کے تعلیمات کی پابندی ہی دراصل فراخی رزق کا ضامن ہے۔اکابر پرستی بلکہ اکابر فروشی یا عزلت اور گوشہ نشینی اسلام کی روح کے خلاف ہے۔استاد ابواسحٰق اسفرائینی نے جبل لبنان کے گوشہ نشین شخصیات کو فرمایا: اے گھاس پھونس پر گزارا کرنے والو تم سرکار دو عالم ﷺ کی امت کو گمراہوں کے جنگل میں چھوڑ کر خود یہاں آگئے۔

يا اكلة الحشيش انتم ھٰهنا وامة محمدﷺ فى الفتن . [منہاج العابدین اردو ترجمہ:٦٦]

امام شعبہ کی نصیحت

امام موصوف کے بارے میں علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں:

و كا ن شعبة يقول لأصحا ب الحديث ويلكم الزموا السو ق .[تذکرۃ الحفاظ ۱:۱۴۶]

کہ بازار میں تجارت کیا کرو۔

صنف نازک بشر الحافی کی بہن کا تلاش معاش

حافظ ابن کثیرؒ نے البدایہ والنھایہ ۵:۴۴۷ پر علامہ خطیبؒ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ بشر الحافی کے تینوں بہنیں اسکی طرح عابدات وزاھدات اور پرہیزگاری سے آراستہ وپیراستہ تھی۔

ذھبت احداھن الی الأمام أحمد بن حنبل فقالت انی ربما طفیء السراج و أنا أغزل علی ضوء القمر فھل علی عند البیع ان امیز ھذا من ھذا ؟

ایک بہن ان میں سے امام احمدؒ سے مسئلہ پوچھنے گئی کہ کبھی چراغ کی روشنی نہیں ہوتی اور میں چاند کی روشنی میں سوت کاتتی ہوں تو کیا بیچتے وقت ضروری ہے کہ چراغ اور چاند کی روشنی میں تیار کردہ کپڑے کی وضاحت کروں۔امام صاحب نے جواب دیا کہ اگر دونوں کے بناوٹ میں صفائی کے اعتبار سے کچھ فرق ہو تو بتلانا ضروری ہے ورنہ نہیں، جب یہ عورت نکل گئی تو امام صاحب نے اپنے بیٹے عبداللہ سے فرمایا کہ بچے اس کے پیچھے جا کر اس کا اتہ پتہ بتلادو واپس آ کر والد ماجد کو بتلایا کہ یہ بشر الحافی کی بہن مخہ ہے۔

یہ بھی سوال کی ایک قسم ہے

ابوالقاسم بن منصور کے حالات کے نیچے علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں:

قال بعض المشائخ من قعد فی خانقاہ فقد سأل ومن بس مرقعة فقد سأل ومن بسط سجادۃ فقد سأل .[تاریخ اسلام ۱۴:۲۶۶]

بعض مشائخ فرماتے ہیں جو صرف خانقاہ میں بیٹھ کر گدڑی پہنتے ہوئے مصلیٰ بچھائے (اور کمائی کی کوئی اور صورت نہ ہو) تو اس نے سوال کیا۔

آج کل تو بعض بریلیوں نے قبروں اور مزاروں میں بیٹھ کر نذر ونیاز لینے کو اپنا دھندا بنایا ہے ۔

کیا نہ بیچو گے جو مل جائیں صنم پتھر کے ہوئے نکو نام تم قبروں کی تجارت کر کے

[اقبال]

امام نوویؒ اور کسب کی اہمیت

کتاب الأطعمة کے عنوان کے نیچے ہے:

قال الماوردی اصول المکاسب الزراعة والتجارة والصنعة ایها اطیب ؟ فیه ثلاثة مذاهب للناس .[المجموع شرح المہذب ۹: ۴۱]

امام ماوردیؒ فرماتے ہیں کہ کمائی کے بنیادی ذرائع زراعت، تجارت اور صنعت وحرفت ہے، ان میں کونسا ذریعہ زیادہ بہتر ہے تو امام شافعی کے مسلک سے زیادہ مشابہت یہ ہے کہ تجارت سب سے بہتر ذریعہ مانا جائے لیکن میرے نزدیک زراعت بہتر ہے۔

آگے ص ۱۰۹ پر ایک فصل اس لئے لایا کہ طلب معاش کیلئے سویرے نکلنا چاہے اور ابو داؤد، ترمذی کی روایت لائے ہیں جو کہ حسن حدیث ہے:

کان صخر رجلا تاجرا و کان اذا بعث تجارة بعثهم اول النهار فأثریٰ و کثر ماله .

صخر تاجر تھا تجارت کیلئے اپنے شرکاء بھیجتے تو صبح سویرے ان کو رخصت کرتے تو سرمایہ دار بنا اور اس کا مال زیادہ ہوا۔

امیر جماعت شیخ القرآن مولانا محمد طیب پنج پیری زید مجدہ

امیر جماعت منتظم، مدبر، پرعزم اور انقلابی قسم کی شخصیت ہے۔ جیسے ان کے والد ماجدؒ جوانی سے تجارت کرتے تھے۔ اسی طرح مولانا صاحب کا بھی اندرون ملک اور بیرون ملک وسیع پیمانے پر تجارت اور ذاتی کاروبار ہے وہ چندوں کے ہڑپ کرنے اور اس کے ذریعہ اپنی برتری قائم کرنے کے مخالف ہیں۔ ان کے علاوہ بعض دیگر مشائخ، مبلغین اور علماء بھی تجارت کے ساتھ وابستہ رہتے ہیں ضروری نہیں کہ ہر کسی کو کسی کی نجی زندگی کا علم ہو۔

امام سرخسی کی کتاب کے چند اقتباسات

کتاب الکسب ۵: ۳۶۳۴ پر ہے:

کہ عمر رضی اللہ عنہ جہاد پر بھی کسب کو اہمیت دیتے تھے۔ وکذا نوح علیہ السلام کان نجارا یأکل من کسبہ، و ادریس علیہ السلام کان خیاطا، و ابراھیم علیہ السلام کان بزازا.

اسی طرح نوح علیہ السلام بڑھئی تھے، اپنے کسب سے کھاتے تھے اور ادریس علیہ السلام درزی تھا جبکہ ابراہیم علیہ السلام کپڑا فروش تھے۔

کچھ آگے لکھتے ہیں:

ثم الکسب علی مراتب، فمقدار مالابد کل احد منہ یعنی ما یقیم بہ صلبہ یفترض علی کل احد اکتسابہ غنیا او فقیرا، لأنہ لا یتوصل الی اقامۃ الفرائض الا بہ و ما یتوصل بہ الی اقامۃ الفرائض یکون فرضا، فأن لم یکتسب زیادۃ علی ذالک فھو سعۃ من ذالک لقولہ علیہ السلام: من اصبح آمنا فی سربہ معافی فی بدنہ و عندہ قوت یومہ فکأنما حیزت لہ الدنیا بحذا فیرھا.

یعنی کسب کے چند مراتب ہیں ہر ایک کا اس مقدار پر کمانا جس کی وجہ سے روح اور بدن کا رشتہ قائم ہو یہ ہر کسی پر چاہے مالدار ہو یا غریب فرض ہے اگر اس سے زائد کسب نہ کرے تو اسکی گنجائش ہے کیونکہ فرمان نبوی ہے جو اپنے گھر میں امن کے ساتھ صبح کر لے اور بدنی عافیت اسے حاصل ہو اور اسکے پاس اسی دن کی روزی ہو گویا اس کیلئے ہو طرف سے دنیا سمیٹی گئی ہے۔

یہ بھی حدیث میں ہے شاید تمہیں روزی اور مدد ضعفاء کی وجہ سے ملتی ہو اور ایک بھائی جو دوسرے کی خبر گیری لیا کرتے تھے اسے فرمایا شاید تمہیں اسکی وجہ سے رزق دی جاتی ہو۔

کسب زراعت

مثل الذین ینفقون اموالھم فی سبیل اللہ کمثل حبۃ انبتت سبع سنابل فی کل سنبلۃ مأۃ حبۃ.

اس آیت کے نیچے تفسیر قرطبی میں ہے کہ زمینداری بہترین شغل اور حرفت ہے۔ احناف کا مفتیٰ بہ قول صاحبین کے مسلک پر ہے جیسا کہ ہدایہ میں ہے:

قالا یجوز و علیه الفتویٰ .

صاحبین نے کہا ہے جائز ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

امام طحاوی کی کتاب شرح معانی الاثار کے حاشیہ پر شیخ المشایخ مولانا حسین علیؒ نے لکھا ہے فتویٰ صاحبین کے قول پر ہے اور تنسیق النظام میں علامہ محمد حسن سنبھلیؒ المتوفی ۱۳۰۴ھ جو کہ علامہ عبدالحیؒ لکھنوی کا ہم عصر ہے نے لکھا ہے:

لکن الفتویٰ عند الحنفیة علی قول الصاحبین .

اسلئے احناف پر کوئی اعتراض نہیں ہاں بخاری میں ابوامامہ باہلی کی روایت ہے کہ اگر ہل اور زمینداری کے آلات کسی کے گھر میں ہوتو یہ ذلت کا سبب ہے ۔لیکن یہ بھی تب کہ زمینداری میں شرعی حدود اور ضوابط سے تجاوز کیا جائے اور زراعت کی وجہ سے فرائض کی پابندی نہ کرے۔تب زمیندار پر اس ذلت کا پڑنا کچھ بعید نہیں۔

صحابہ اور تابعین کا زراعت پر عمل

مشکوٰۃ المصابیح کے باب المساقاۃ والمزارعۃ میں ہے:

زارع علی و سعد بن مالك و عبدالله بن مسعود و عمر بن عبد العزیز والقاسم و عروة و آل ابی بکر و آل علی و ابن سیرین .

اسی طرح امام حاکم نے مستدرک کے کتاب العلم میں لکھا ہے کہ براء بن عازب فرماتے ہیں کہ ہم نے آپ ﷺ سے تمام احادیث نہیں سنی بلکہ احباب ہم کو پھر بیان کرتے کیونکہ ہم اونٹ چرانے میں مشغول رہتے تھے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ

امام ذہبیؒ نے تذکرۃ الحفاظ میں لکھا ہے:

ابو حنیفة الامام الأعظم فقیه العراق لا یقبل جوائز السلطان بل یتجر و یتکسب .

عراق کا فقیہ امام اعظم ابوحنیفہؒ بادشاہ کے انعامات نہیں قبول کرتے بلکہ تجارت اور کسب کرتے۔

شیخ الاسلام ابواسمٰعیل الانصاری کا بادشاہوں سے استغناء

علامہ ذہبیؒ لکھتے ہیں:

ولا یأخذ من السلاطین ولا من ارکان الدولة شیأ ولا یدخل علیهم ولا یبالی بهم فبقی عزیزا مقبولا اتمّ من الملك ما کان یأخذ من الظلمة والسلاطین شیأ .

[تاریخ اسلام۱۰: ۳۲۸]

موصوف حکومت کے ارکان اور بادشاہوں سے کچھ بھی نہیں لیتے تھے، نہ بادشاہوں کے دربار میں جاتے اور نہ ان کا کچھ پروا کرتے ۔بادشاہ سے بھی زیادہ مقبول اور مکمل ہردلعزیز شخصیت رہے............ ظالموں اور بادشاہوں سے کچھ بھی نہیں لیتے تھے۔

شیخ الاسلام ہروی کی شخصیت

حافظ ذہبیؒ لکھتے ہیں: قال شیخ الاسلام ابو اسماعیل الأنصاری .ان کی کتاب کی تشریح علامہ ابن قیمؒ نے مدارج السالکین کے نام پر چار جلدوں میں کی ہے علامہ صاحب نے اُس کا ایک واقعہ نقل کیا ہے:

وسمعت اباسماعیل ینشد علی المنبر أنا حنبلی ما حییت وان: أمت فو صیتی للناس ان یتحنبلوا .

میں نے منبر پر ابواسماعیل سے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ میں تاحیات حنبلی رہوگا اور اگر مرجاؤں تو لوگوں کو میری یہ وصیت ہے کہ وہ حنبلی مسلک کے پابندر ہے۔پھر ان کی آپ بیتی کا واقعہ سن لیجئے۔

لما قربت من الری کان معی فی الطریق رجل من اهلها فسألنی عن مذهبی فقلت انا حنبلی فقال ما سمعت به و هذه بدعة و اخذ بثوبی و قال لا افارقك حتی اذهب بك الی الشیخ ابی حاتم و کان له ذالك الیوم مجلس عظیم فقال هذا سألته عن مذهبه فذکر مذهبا لم أسمع به قط قال ما قال ؟ قال أنا حنبلی فقال دعه فکل من لم یکن حنبلیا فلیس بمسلم فقلت الرجل کما وصف لی .[تاریخ اسلام۱۰:۳۲۸]

جب میں ''ری'' شہر کے قریب ہوا میرے ساتھ ری کے باشندوں میں سے ایک ہم سفر تھا اس نے مجھ سے میرے مذہب کے بارے میں پوچھا۔ میں نے کہا حنبلی ہوں کہنے لگا میں نے تو یہ نہیں سنا اور یہ بدعت ہے اور میرا دامن پکڑ کر کہنے لگا جب تک شیخ ابو حاتم کے پاس آپ کو نہ لے جاؤں ہرگز تمہیں نہیں چھوڑوں گا اور اس دن ایک عظیم مجلس میں وہ تشریف فرما تھے اس آدمی نے کہا اس سے میں نے اسکے مذہب کے متعلق پوچھا تو ایسا مذہب ذکر کیا جو کبھی میں نے سنا نہیں تھا، ابو حاتم نے اس شخص سے پوچھا کیا کہا؟ کہنے لگا کہتا ہے میں حنبلی ہوں۔ ابو حاتم نے فرمایا اسے چھوڑو جو حنبلی نہ ہو تو سرے سے مسلمان نہیں، میں کہا آدمی تو ویسے نکلا جیسا کہ اس نے بتلایا۔ اور آگے علامہ ذہبیؒ نے لکھا ہے کہ یہ مناظرہ کرتے وقت ایک آستین سے قرآن اور دوسرے سے صحیحین نکالتے تھے۔

اسی طرح اس کا ذکر تذکرۃ الحفاظ ۲:۲۵۰ پر بھی ہے جبکہ تذکرۃ الحفاظ ۹:۵۷۰ پر ہے:

احمد بن الحسین المحدث الأمام ابو حاتم بن خاموش الرازی و حکایة شیخ الأسلام الأنصاری معه مشهورة ... الخ

تقلیدی عمل کو بایں معنی چاروں میں دائر کرنا کہ قوت دلیل کی بناء پر کسی بھی مسئلے میں کسی بھی مسلک کو ترجیح دیا جائے، تقلید نہیں ایک گونہ اجتہاد ہے اس کیلئے بھی اصطلاحی مجتہد کے ان شرائط کی ضرورت پڑے گی جو کہ اعلام الموقعین میں علامہ ابن قیمؒ نے اور شاہ ولی اللہؒ وغیرہ نے کتابوں میں ذکر کیا ہے اور ترجیح فی المسلک جب من وجہ اجتہاد کے ذیل میں آتا ہے۔ اور یہ پانچویں طبقہ کے فقہاء کا کام ہے تو ترجیح بین المسالک میں چھانٹی کرنا اتنا آسان نہیں، جو غلط فہمی یا خوش فہمی سے سمجھا گیا ہے کیونکہ شیخ الاسلام الحافظ الامام الزاھد ابو اسماعیلؒ جو منازل السائرین کا مؤلف ہے اسکو مذکورہ اوصاف علامہ ذہبیؒ نے دئے ہیں، اسکے بعد ابن طاہر کا قول نقل کیا ہے:

سمعت یقول اذا ذکر التفسیر فأنما اذکرہ من ماۃ و سبعة تفاسیر و سمعته ینشد علی منبرہ .

انا حنبلی ما حییت و ان امت فو صیتی للناس ان یتحنبلوا

[تذکرۃ الحفاظ ۲: ۲۵۰]

تمام ائمہ کرام کے ساتھ عقیدت ومحبت رکھنا اوران کا احترام واکرام ہمارا اسلامی اوراخلاقی فریضہ ہے۔

اگر کوئی امام احمدؒ پر مثلاً کفر کے فتویٰ لگائے تو وہ اسلام کے زمرہ سے نکلنے کا خواہاں ہے۔

جناب یوسف جے چوری نے حقیقت الفقہ: ۱۰۷ پر لکھا کہ شیخ جیلانیؒ سے پوچھا گیا:

هل كان لله وليا على غير اعتقاد احمد بن حنبل ؟ فقال ما كان ولا يكو ن .

[طبقات ابن رجب ۱: ۲۰۲]

پھر اس کا ترجمہ حقیقۃ الفقہ کو نہ جاننے والے نے یہ کیا: ترجمہ حضرت پیران پیر سے پوچھا گیا حنبلی مذہب والوں کے سوااور مذہب والوں میں کچھ ولی ہوئے؟ فرمایا نہ تو ہوئے ہیں اور نہ ہوں گے۔

خط کشیدہ الفاظ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ترجمہ میں تحریف کرکے تحقیق کے دعوٰی دار بن بیٹھے "اعتقاد احمد سے مذہب احمد" بنا کر تعصب کے جنگل میں خود سرگردان ہے اور دوسروں کو تعصب چھوڑنے کا درس دیتے ہیں۔

نوٹ: علامہ ذہبیؒ نے تذکرۃ الحفاظ کے اوائل میں عبداللہ بن مسعودؓ کے حالات کے ذیل میں ایک عبارت سے لے کر آخر تک اور اپنے دیگر کتابوں میں مختلف تعبیرات تقلید کے بیان کئے ہیں۔ کہیں اجمالی اور کبھی تفصیلی۔

سیر اعلام النبلاء سے ایک تفصیلی حوالہ

الداركي الأمام الكبير شيخ الشافعيه ابو القاسم عبد العزيز كان يتهم بالأعتزال و كا ن ربما يختا ر في الفتو ى فيقال له في ذالك فيقول ويحكم حديث فلان عن فلان عن رسول الله بكذا و كذا ـ والا خذ بالحديث اولىٰ من الأخذ بقول الشا فعي وابي حنيفة قلت : لكن بشرط ان يكو ن قد قال بذالك الحديث امامه من نظراء هٰذين الأما مين مثل مالك و سفيا ن والأوزاعي و بأن يكو ن الحديث ثا بتاً سالماً من علة و بأن لا يكو ن حجة ابي حنيفة والشافعي حديثا صحيحا مخا لفا لا آخر . [سیر اعلام النبلاء ۱۲: ۳۵۴]

اور سیر اعلام کے ساتویں جلد میں لکھا ہے:

و لم یبق الیوم الا ھٰذہ المذاھب الأربعة وقل من ینهض بمعرفتها کما ینبغی فضلاً ان یکون مجتهدا .

ترجمہ: شیخ الشافعیہ عبدالعزیز پر اعتزال کی تہمت تھی کبھی کبھی جب فتویٰ میں ایک قول کو ترجیح دیتے اور اس کے ساتھ مناقشہ ہوتا تو کہتا بتا سند کے ساتھ پیغمبر سے اس طرح روایت جب ہے تو حدیث کو لینا شافعی اور ابوحنیفہ کے اقوال سے بہتر ہے۔امام ذہبیؒ فرماتے ہیں کہ اولی اور بہتر کیلئے بھی تین شرائط ہیں:

[۱] اس حدیث پر ان دو اماموں جیسے شخصیات مثلاً مالک، سفیان اور اوزاعی نے قول کیا ہو۔

[۲] حدیث ثابت اور علت سے سالم ہو۔

[۳] ابوحنیفہ، شافعی کے پاس اس حدیث کے مخالف کوئی روایت نہ ہو۔

اور ساتویں جلد میں لکھا ہے کہ آج کل یہی چار مذاہب ہی رہ گئے ہیں اور ان کے شایان شان معرفت والے موجود نہیں چہ جائیکہ مجتہد بن بیٹھے۔

الدرایہ کے اوائل میں ہے:

فسألنی بعض الأحباب الأعزة ان الخص الکتاب الأخرینتفع به اهل مذهبه کما انتفع اهل المذهب فا جبته الی طلبه ....الخ

مجھ سے بعض عزیز دوستوں نے مطالبہ کیا کہ میں دوسری کتاب تلخیص کروں کہ اس کے مذہب والے اس سے نفع اٹھائے جیسے دیگر مذہب والوں نے نفع حاصل کیا تو میں اس کے طلب قبول کر کے لبیک کہا۔ یہ ہے بلوغ المرام کا مصنف جو بقول علامہ عبدالحیٔ لکھنویؒ متعصب شافعی ہے۔

آج کل بعض متعصبین تعصب ختم کرنے کے در پے ہیں لیکن کسی زندہ شخصیت اور بعض کسی مردہ شخصیت کے موقف کی وجہ سے ایک موقف اپناتے ہیں اور پھر اس پر جمود کو ایسا مقدس سمجھنے لگتے ہیں کہ اس کے چھوڑنے کے تصور سے اس پر کپکپی طاری ہو جاتی ہے، فالی اللہ المشتکیٰ

اپنی پیٹھ پر مال برداری اور دیگر کسب کرنے والے اسلاف

ابوموسیٰ ہارون بن عبداللہ تیسری صدی کا امام حمال تھے، اور بنان حمال چوتھی صدی کا، صاحب کرامت تھے، حمال تھے۔

موچی: عبداللہ بن عبدالرحمٰن حذاء تھے، محمد بن سالم حذاء تھے۔

صابونی: ابویعلیٰ صابونی اور ابوعثمان صابونی۔

قصاب: حسن بن عبداللہ قصاب تھے۔

علم دین اور علماء دین نامی کتاب میں میمون کو قصاب کہا گیا۔ اور طبقات ابن سعد ۴: ۲۱۸ اردو ترجمہ

ابوالعلاء قصاب: آپ کا نام ایوب بن ابی مسکین ہے المتوفی ۱۴۰ھ قصابی کا کام کرتے تھے، معاویہ بہشام قصاب تھے، اور تذکرۃ الحفاظ میں علامہ ذہبی نے لکھا ہے:

القصاب الحافظ الامام أبو احمد محمد بن علی الکرخی المجاهد انما عرف بالقصاب لکثرة ما اهرق من دماء الکفار فی الغزوات. [تذکرۃ الحفاظ ۲: ۱۰۰]

تجارت کرنے والے اسلاف

امام ابوحنیفہ کا نام تو پہلے گزرا ہے امام ذہبی لکھتے ہیں: عبداللہ بن مبارک مجاہد اور تاجر تھے۔
[تذکرۃ الحفاظ ۱: ۲۰۲]

غندر کے بارے میں لکھتے ہیں:

کان یتجر فی الطیالسة والکرابیس. [تذکرۃ الحفاظ ۱: ۲۲۰]

وہ کپڑوں اور چادروں کی تجارت کیا کرتے تھے۔

سو سال سے پیشۂ آباء سپہ گری — کچھ شاعری ذریعہ روزگار نہیں ہے [غالب]

محمد بن احمد الحسن العبکری التاجر

ابتداء میں اس کا تقریباً دوسو درہم راس المال تھا۔ عبکر سے بغداد تک اس کی تجارت تھی۔ آخر میں دنیا اس

پر ٹوٹ پڑی۔ اس کی ملکیت آٹھ لاکھ دینار تھی۔ [تاریخ اسلام ۱۰:۲۰۴]
سنار: ابراہیم بن میمون صائغ یعنی سنار تھے اور ابو حمزہ نساج یعنی جولاہا تھے۔

بزاز یعنی کپڑے کا کاروبار

میمون بن مہران کے بارے میں ابن سعد نے طبقات میں لکھا ہے کہ وہ بزاز تھے اور خراج کی وصولیابی پر مقرر تھے۔ ایک دن اپنے دکان پر تھے کہ عمر بن عبدالعزیز کو استعفاء بھیجا۔ عمر نے کہا کہ تم درہم حق کے ساتھ لیتے ہو اور حق ہی پر خرچ کرتے ہو پھر استعفاء کا کیا معنی؟ [طبقات حصہ نہم: ۳۰۵]

درزی: سالم کا پیشہ خیاطی کا تھا یعنی درزی تھے۔

ابن عادل دمشقی نے اللباب میں لکھا ہے کہ اگر جہاد فرض عین ہو تو مال کسب کرنا جہاد کی طرح ہے:

کسب المال بمنزلة الجهاد.

لوہاری کا پیشہ: علی بن الحسین القاضی ابو الحسین المصری الشافعی : الحداد الفقیه.

[تاریخ اسلام ۹:۴۱۲]

جصاص اور قدوری کے نام تو ہر کسی کو ازبر ہے۔

شہد بیچنے کا پیشہ

قال عبيد الله بن محمد ربحت في أربعة أيام في عسل أربعة ألاف دينار.

[تاریخ اسلام :۸۰]

اُنہوں نے شہد کے کاروبار میں چار ہزار دینار صرف ایک دن میں کمائے تھے۔

مسلمان کے پاس صحیح اور قیمتی خزانہ قرآن کا ہے۔ قرآنی مکتبہ فکر سے رنگا ہوا شخص کبھی گداگر نہیں بن سکتا۔

افسوس آج کل مسلمانوں کے بعض نام نہاد لیڈر بین الاقوامی گداگر بن چکے ہیں۔

تو اپنے گھر کے خزانوں سے بے خبر ہو کر گداگری کے لئے بتکدوں میں جا نکلا

[اقبال]

حلال مال کی توہین بھی نعمت کی ناقدری ہے

اللہ تعالیٰ نے دین کی خدمت کے ساتھ ساتھ جس کو دنیا کی نعمت سے نوازیں تو حلال مال کی وسعت کا شکریہ ادا کرنا ایک اسلامی فریضہ ہے لیکن امام ذہبیؒ لکھتے ہیں کہ محمد بن الشیخ عبد القادر انتہائی صاحب ثروت تھے اور یہ طحان تھے۔ چکی چلانے کے کاروبار سے مال میں اضافہ ہونے لگا۔

فقال النعمة بالکفر حتیٰ سمعت من جماعة أنه کان یاخذ الذهب ویرمی به نحو السماء ویقول کم تعطینی ذهبا وقد شبعت ثم ما زال فی انحطاط حتیٰ افتقر ولبس بالفقر ولزم رباطهم ولم تکن طریقته مرضیة وکان خالیا من العلم . [تاریخ اسلام ۲:۵۵۴]

اُس نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری کی یہاں تک میں بہت سے لوگوں سے سنا ہے کہ وہ سونا لیکر آسمان کی طرف پھینکتے تھے اور کہتے کتنا سونا دو گے میں رچ گیا ہوں پھر اس کے بعد زوال پذیر ہونے لگا یہاں تک کہ دیوالیہ ہوا اور فقیروں کا بھیس پہن کر اُن کے خانقاہ کے ساتھ چمٹ گیا یہ علم سے بے بہرہ تھا اور اس کی روش پسندیدہ نہ تھی۔

تو مشو مغرور بر حلم خدا دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

اختتامی کلمات اور ایک وضاحت

اس عاجز بندہ نے مادہ پرستی اور دنیا پرستی کے خطرناک نتائج کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے ، میرا عقیدہ ہے کہ حقیقتا معصوم صرف انبیاء علیہم السلام والتسلیمات ہیں ۔ اسلئے زیر نظر کتاب میں غلطیاں ضرور ہونگیں ۔ درگزر فرمائیں ۔ اور بلا تعصب خیر خواہانہ جذبہ سے غلطی بتلانے والے کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

اللہ درہم کے شر اور دنیا کی محبت سے ہم سب کو بچائیں کہ کہیں دراہم کا تذکرہ دراہم کی محبت کی وجہ سے نہ ہو اور صحیح مسلک کی استقامت پر دنیاوی مفادات حائل نہ بنے ۔ کیونکہ حسن بصریؒ کا خلفیہ بیان تفسیر غرائب القرآن میں سورۃ طٰہٰ کی آیت ﴿ فاقض ما أنت قاض ﴾ کے نیچے موجود ہے: واللہ ان احدهم لیصحب القرآن ستین عاما ثم لیبیع دینه بثمن غُبن . کہ ساٹھ سالہ قرآن کی مصاحبت

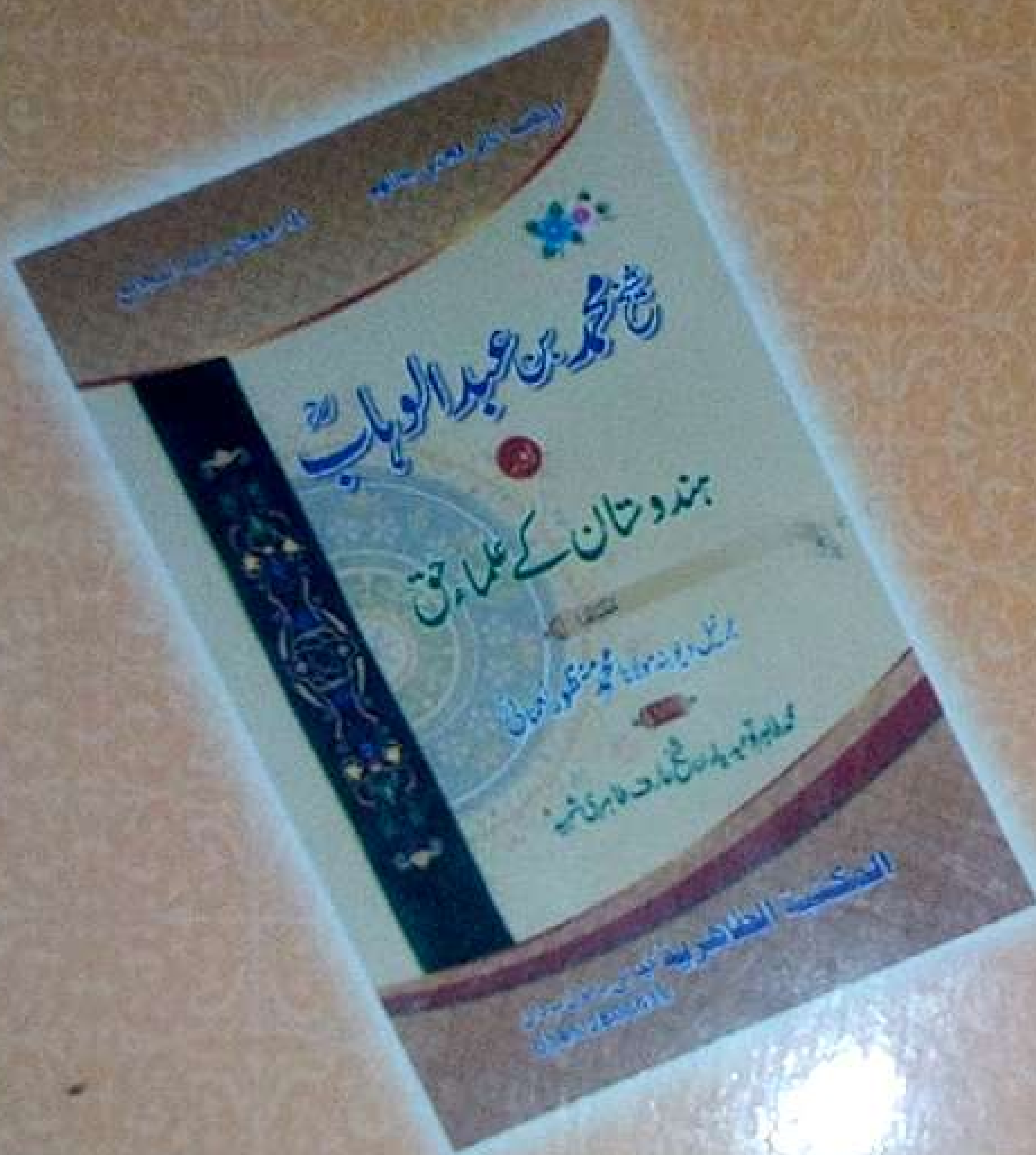
کرنے کے باوجود اپنے دین کو اونے پونے بیچنے لگتا ہے۔

اللّٰهم اكفنا بحلالك عن حرامك و أغننا بفضلك عمن سواك۔ اللّٰهم لا تجعل الدنيا اكبر همّنا ولا مبلغ علمنا و لا غاية رغبتنا . ربنا فاغفر لنا ذنوبنا ولأخوانا الذين سبقونا بالأيمان و لا تجعل فى قلوبنا غلا للذين آمنوا ربنا انك رؤف الرّحيم .

نیازکیش دعا گو ودعا جو

امداد الحق

ادامه الله على الحق



الہدای پرنٹرز